6

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

18 فروری 2004ء — 26 ذی الحجہ 1424ھ

www.tanzeem.org

تنظیم اسلامی

اس شمارے میں

اُسوۂ ابراہیمیؑ اور امت مسلمہ

بھارت کی محبت: موت کا پیغام

اہل ایران کی نئی کشمکش

پاک بھارت تعلقات پر مذاکرہ

نوشتۂ دیوار: کوئی پڑھے یا نہ پڑھے

تری آواز مکے اور مدینے!

بندۂ مومن پر لازم عبادات

میری کامیابی کا راز

کاروانِ خلافت: منزل بہ منزل

نعرۂ تکبیر

فرائض نبوت سے آگاہی دینے والی جو پہلی وحی رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی تھی، وہ سورہ مدثر کی پہلی آیت تھی: ''اے کپڑا اوڑھنے والے، کھڑا ہو جا اور آگاہ کر دے اور اپنے ربّ کی بڑائیاں بیان کر''۔ اس وحی نے کارِ نبوت کا اولین فریضہ یہ قرار دیا کہ اے نبی، خداوند قدوس کی عظمت و کبریائی کا نعرہ اس زور و شور سے اٹھاؤ کہ پھر بر خود غلط انسان کے لئے خدا بننے کا موقع باقی نہ رہے۔ سب کی خدائی خاک ہی میں مل جائے۔ اس حقیقت کو ہماری روایات میں اس انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کے بعد ''بت اوندھے منہ گر پڑے، آتش کدوں کی آگ سرد پڑ گئی، کسریٰ (طاغوت) کے ایوان کے کنگرے ٹوٹ کر گر گئے۔'' اگر شنکر اچاریہ نے جنوبی ہند میں ''مورتی کھنڈت'' کی مہم چلائی تو یہ نبوت محمدیؐ کا فیضان تھا۔ اگر مارٹن لوتھر نے پوپ کے خلاف 95 اعتراضات کی فردِ جرم عائد کی تو یہ نبوت محمدی کا فیضان تھا۔ اس نے قرآن مجید کا ترجمہ پڑھ کر یہ مہم شروع کی تھی۔

دین اسلام کا اہم رکن نماز ہے۔ نماز کا آغاز اذان سے ہوتا ہے۔ اذان میں چار مرتبہ اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر کا معنی خیز نعرہ ہر مسجد سے بلند کیا جاتا ہے۔ اذان بار بار انسان کو یاد دہانی کراتی رہتی ہے کہ عظمت و کبریائی کی مستحق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ انسان اس کا بندہ ہے انسان کو بندہ بن کر رہنے پر قناعت کر لینا چاہئے۔ انسان کو بھولے سے بھی علو و کبریائی، حریم الوہیت کی سرحد میں قدم نہیں رکھنا چاہئے۔

اللہ اکبر دن میں بیس مرتبہ ہر مسجد کے مینارے سے دہرایا جاتا ہے۔ عالم اسلام کے وسیع و عریض خطے میں کوئی شہر اور کوئی قریہ ایسا نہیں ہے جہاں مساجد موجود نہ ہوں، جہاں سے یہ نعرہ حق بلند نہ ہوتا ہو۔ مساجد کا جال سارے معمورۂ ارض پر پھیلا ہوا ہے۔ دن رات کے 24 گھنٹوں میں کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرتا جب دنیا میں کسی نہ کسی مسجد کے مینارے سے یہ صدا نہ آ رہی ہو۔ دنیا میں ہر وقت اللہ اکبر فضائے ارض میں گونجتا رہتا ہے۔ اس قدر مستقل اور دائمی اہتمام و انتظام اس قدر وسیع و عریض پیمانے پر حقیقت میں یہ پہلی وحی نبوت کی صدائے بازگشت ہے۔ ''اور اپنے رب کی بڑائی کا اعلان کرو'' ہر چہار سمت سے اللہ اکبر کی صدا سنائی دے رہی ہے۔

اللہ اکبر کے مختصر سے جملے کی تفصیل کلمہ طیبہ ہے۔ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ**، جس میں غیر اللہ کے انکار، اللہ پر ایمان اور راہِ ہدایت کے لئے اسوہ محمدیؐ کی دعوت دی گئی ہے۔ جب تک غیر اللہ کا انکار نہ کیا جائے، اس وقت تک اللہ پر ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔

اور کلمہ طیبہ کی تفصیل سارا قرآن ہے، ساری سنت ہے، ساری حیات طیبہ ہے۔ اللہ اکبر کلمہ طیبہ اور قرآن مجید کے مابین تخم، کونپل اور بار آور درخت کا سا رشتہ ہے۔

آفاق میں پھر نعرہ تکبیر لگا دو
طاغوت کے ایوانوں کی بنیاد ہلا دو

ماخذ: ماہنامہ ''تعمیرِ افکار''

تحریر: پروفیسر سید محمد سلیم

ڈاکٹر اسرار احمد

سورۃ البقرۃ (آیت282)

بسم اللہ الرحمٰن الرَّحیم

﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَاکْتُبُوْہُ ؕ وَلْیَکْتُبْ بَّیْنَکُمْ کَاتِبٌ بِالْعَدْلِ وَلَا یَاْبَ کَاتِبٌ اَنْ یَّکْتُبَ کَمَا عَلَّمَہُ اللّٰہُ فَلْیَکْتُبْ ۚ وَلْیُمْلِلِ الَّذِیْ عَلَیْہِ الْحَقُّ وَلْیَتَّقِ اللّٰہَ رَبَّہٗ وَلَا یَبْخَسْ مِنْہُ شَیْئًا ؕ فَاِنْ کَانَ الَّذِیْ عَلَیْہِ الْحَقُّ سَفِیْھًا اَوْ ضَعِیْفًا اَوْ لَا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یُّمِلَّ ھُوَ فَلْیُمْلِلْ وَلِیُّہٗ بِالْعَدْلِ ؕ وَاسْتَشْھِدُوْا شَھِیْدَیْنِ مِنْ رِّجَالِکُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ یَکُوْنَا رَجُلَیْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّھَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰھُمَا فَتُذَکِّرَ اِحْدٰھُمَا الْاُخْرٰی ؕ وَلَا یَاْبَ الشُّھَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ؕ وَلَا تَسْـَٔمُوْٓا اَنْ تَکْتُبُوْہُ صَغِیْرًا اَوْ کَبِیْرًا اِلٰٓی اَجَلِہٖ ؕ ذٰلِکُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰہِ وَاَقْوَمُ لِلشَّھَادَۃِ وَاَدْنٰٓی اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اِلَّآ اَنْ تَکُوْنَ تِجَارَۃً حَاضِرَۃً تُدِیْرُوْنَھَا بَیْنَکُمْ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَکْتُبُوْھَا ؕ وَاَشْھِدُوْٓا اِذَا تَبَایَعْتُمْ ص وَلَا یُضَآرَّ کَاتِبٌ وَّلَا شَھِیْدٌ ؕ وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّہٗ فُسُوْقٌ بِکُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ؕ وَیُعَلِّمُکُمُ اللّٰہُ ؕ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ○﴾

’’مومنو! جب تم آپس میں کسی میعاد معین کے لئے قرض کا معاملہ کرنے لگو تو اس کو لکھ لیا کرو اور لکھنے والا تم میں (کسی کا نقصان نہ کرے بلکہ) انصاف سے لکھے۔ نیز لکھنے والا جیسا اسے اللہ نے سکھایا ہے لکھنے سے انکار بھی نہ کرے اور دستاویز لکھ دے' اور جو شخص قرض لے وہی (دستاویز کا) مضمون بول کر لکھوائے اور اللہ سے کہ جو اس کا مالک ہے خوف کرے اور زر قرض میں سے کچھ کم نہ لکھوائے۔ اور اگر قرض لینے والا بے عقل یا ضعیف ہو یا مضمون لکھوانے کی قابلیت نہ رکھتا ہو تو جو اس کا ولی ہو وہ انصاف کے ساتھ مضمون لکھوائے۔ اور اپنے میں سے دو مردوں کو ایسے معاملے کا گواہ کرلیا کرو۔ اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں جن کو تم گواہ پسند کرو (کافی ہیں) کہ اگر ان میں سے ایک بھول جائے گی تو دوسری اسے یاد دلائے گی۔ اور جب گواہ (گواہی کے لئے) طلب کئے جائیں تو انکار نہ کریں۔ اور قرض تھوڑا ہو یا بہت اس (کی دستاویز) کے لکھنے لکھانے میں کاہلی نہ کرنا۔ یہ بات اللہ کے نزدیک نہایت قرین انصاف ہے اور شہادت کے لئے بھی یہ بہت درست طریقہ ہے۔ اس سے تمہیں کسی طرح کا شک وشبہ بھی نہیں پڑے گا۔ ہاں اگر سودا دست بدست ہو جو تم آپس میں لیتے دیتے ہو تو اگر (ایسے معاملے کی) دستاویز نہ لکھو تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔ اور جب خرید وفروخت کیا کرو تو بھی گواہ کرلیا کرو۔ اور کاتبِ دستاویز اور گواہ (معاملہ کرنے والوں کا) کسی طرح کا نقصان نہ کریں۔ اگر تم (لوگ) ایسا کرو تو یہ تمہارے لئے گناہ کی بات ہے' اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور (دیکھو کہ) وہ تم کو (کیسی مفید باتیں) سکھاتا ہے' اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے‘‘۔

(گزشتہ سے پیوستہ)

اور جب گواہوں کو بلایا جائے تو انکار نہ کریں۔ بلا حیل وحجت آئیں اور صحیح صحیح گواہی دیں کیونکہ اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوسکتا ہے جو گواہی کو چھپائے۔ معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا اس کے لکھنے میں سستی مت کرو۔ اس میں ساری باتیں لکھی جائیں کہ رقم کتنی ہے اور مقروض کب رقم واپس لوٹائے گا۔ ہاں اس کے بعد صورت حال کے مطابق مہلت دے کر میعاد بڑھائی بھی جاسکتی ہے یا معاف بھی کی جاسکتی ہے جو بہت بڑی نیکی ہے۔ بہر حال قرض کا معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا اسے لکھ لینے کا حکم ہے اور فرمایا کہ یہ بات اللہ کے نزدیک بھی زیادہ مبنی بر انصاف ہے اور یہ لکھنا گواہی کے لئے زیادہ قوی ہوگا۔ لکھی ہوئی شے ہوگی تو معاملہ بالکل واضح رہے گا۔ زبانی بات بھول بھی سکتی ہے اور یادداشت میں رہ بھی جائے تو الفاظ کی تعبیر میں اختلاف ہوسکتا ہے۔ پس لکھ لینا اس بات کے زیادہ قریب ہے کہ تم بھولو گے نہیں۔

ہاں اگر لین دین کا معاملہ دست بدست ہو یا مال کی قیمت نقد ادا کی ہو تو اس کا لکھنا لازم نہیں ہے۔ کیش میمو جاری ہوجائے تو اچھا ہے' لیکن نہ بھی لکھا جائے تو کوئی حرج نہیں۔

اگر کوئی مستقبل کا سودا ہو تو اسے بھی لکھ لیا جائے اور اس پر دو گواہ ٹھہرا لئے جائیں۔ یہ بیع سلم ہے' یہ بھی ایک قسم کا قرض ہی ہے۔ آج آپ کسی کاشتکار یا زمیندار سے طے کرلیں کہ گندم کی فصل کا جب اگلا موسم آئے گا تو میں آپ سے اتنی گندم اتنے روپے من کے حساب سے لوں گا۔ اس طرح کے سودے میں پوری رقم پہلے سے ادا کردی جاتی ہے۔ بیع کی یہ صورت بھی جائز ہے لیکن اسے بھی لکھ لیا جائے اور اس پر گواہ بھی ٹھہرائے جائیں۔ اس معاملہ میں نہ تو کسی لکھنے والے کو نقصان پہنچایا جائے اور نہ ہی گواہ کو' یہ دو طرفہ ذمہ داری ہے' نہ لکھنے والا کمی بیشی کرکے کسی فریق کو نقصان پہنچائے اور نہ ہی لکھنے والے کو زیادہ زحمت دی جائے۔ اسی طرح نہ تو گواہ غلط بیانی کرکے کسی فریق کو نقصان پہنچائے اور نہ ہی گواہ کو ضرورت سے زیادہ تکلیف دی جائے۔ اور اگر تم ایسا کرو گے یعنی ان ہدایات پر عمل نہ کرو گے تو یہ تمہارے لئے بہت بڑے گناہ کی بات ہوگی۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو' اور اللہ تمہیں تعلیم دے رہا ہے' اور اللہ ہر شے کو اچھی طرح جانتا ہے۔

یہ قرآن مجید کی سب سے بڑی آیت ہے۔ اگر پانچ چھ چھوٹی سورتیں جمع کردی جائیں تو اس اکیلی آیت کا حجم ان کے برابر ہوگا۔

فرمانِ نبویؐ

چوہدری رحمت اللہ بٹر

فضیلت والی دعا

عَنْ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ رضی اللہ عنہ اَنَّہٗ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ عَلِّمْنِیْ دُعَاءً اَدْعُوْ بِہٖ فِیْ صَلَاتِیْ قَالَ: ((قُلْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ)) (وقال یونس (کبیراً)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے التجا کی کہ مجھے کوئی دعا سکھا دیجئے کہ میں اپنی نماز میں وہ دعا کیا کروں۔ اس پر آنحضور ﷺ نے مجھے یہ دعا سکھائی: ’’اے اللہ بے شک میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کئے ہیں اور تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخشنے والا نہیں ہے۔ اے اللہ! اپنے پاس سے مجھے مغفرت عطا کر اور مجھ پر رحمت فرما' کیونکہ تو ہی بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔‘‘

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

جلد	12 فروری تا 18 فروری 2004ء	شمارہ
13	20 ذی الحجہ تا 26 ذی الحجہ 1424ھ	6

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر انتظامی: سید قاسم محمود

مجلس ادارت

ڈاکٹر عبدالخالق۔ مرزا ایوب بیگ
سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67۔ گڑھی شاہو' علامہ اقبال روڈ لاہور
فون: 6316638-6366638 فیکس: 6305110
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور
فون: 03-5869501
قیمت فی شمارہ: 5 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......250 روپے
بیرون پاکستان
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (1500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (2200 روپے)

☆☆☆

''ادارہ'' کا مضمون نگار کی رائے سے
متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ

اہل ایران کی نئی کشمکش

یوں تو امام آیت اللہ خمینی کی زندگی ہی میں' اُن کی زیر قیادت برپا ہونے والے اسلامی انقلاب میں شکست و ریخت کے آثار پیدا ہو گئے تھے' لیکن اُن کی وفات کے بعد دونوں سیاسی دھڑوں یعنی اصلاح طلبان اور محافظ کاران کے باہمی اختلافات نمایاں ہونے لگے تھے' لیکن ان میں شدت 1997ء کے عام انتخابات کے وقت پیدا ہوئی تھی۔ اس تقسیم کا پس منظر یہ ہے کہ خمینی کا لایا ہوا اسلامی انقلاب وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ایرانی معاشرے پر اپنی گرفت مستحکم نہ کر سکا' کیونکہ ایرانی علماء کے سخت گیر طرزِ حکومت کو عوام کی ایک بڑی اکثریت نے پسند نہیں کیا۔ لوگوں کا استدلال یہ تھا کہ زیادہ سخت گیری اور شدت پسندی سے انقلاب ہائی جیک ہو جائے گا اور مغربی دنیا کو ایرانی انقلاب سے متعلق شکوک اور بدگمانی کا موقع میسر آئے گا۔

اس طرزِ استدلال کے نتیجے میں معتدل خیالات کے حامل ''اصلاح پسند'' کہلانے لگے۔ 1997ء کے انتخابات میں انہوں نے اپنے رہنما ڈاکٹر محمد خاتمی کی قیادت میں محافظ کاران (شدت پسندوں) کے حمایت یافتہ امیدوار ناطق نوری کو بھاری اکثریت سے شکست دی۔ ان انتخابات نے اہل ایران کو واضح طور پر دو دھڑوں میں تقسیم کر دیا۔ آئین' نظامِ حکومت' ولایت فقیہ کے تصور اور اس کے تقاضوں' خارجہ پالیسی' شہری آزادیوں اور دیگر سیاسی و انتظامی اُمور میں دونوں دھڑوں کے مابین کافی اختلافات ہیں۔

اب تک اصلاح پسندوں اور شدت پسندوں کے درمیان اختلافات اصولی نوعیت کے تھے اور عملی آویزش و کشمکش کی نوبت نہ آئی تھی۔ دونوں اپنی اپنی دانست میں ایران اور اسلام کی خاطر خدمات بجا لا رہے تھے' لیکن جنوری کے اوائل میں' آئندہ ہفتے 20 فروری کو ہونے والے عام انتخابات کے لئے 8157 اُمیدواروں میں سے 3605 اصلاح پسندوں کو بلیک لسٹ کر دیا۔ ان میں اصلاح پسند جماعت کے سربراہ محمد رضا خاتمی' امام خمینی کی نواسی زہرہ اشراقی بھی شامل ہیں جو نوبل انعام یافتہ ایرانی وکیل خاتون شیریں عبادی کی ''حقوق نسواں تنظیم'' کی حامی سمجھی جاتی ہیں اور شیریں عبادی سے متعلق علمائے کرام کے خیالات کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ اصلاح پسند جماعت کے ان صفِ اوّل کے رہنماؤں کے علاوہ 80 ارکانِ پارلیمنٹ بھی شامل ہیں۔ شوریٰ نگہبان صرف 12 ارکان پر مشتمل ایک غیر منتخب ادارہ ہے اور اسے شدت پسندوں کا ہم خیال و ہم درد سمجھا جاتا ہے۔ شوریٰ کے اس فیصلے کو وزارتِ داخلہ نے غیر قانونی قرار دے دیا ہے جو ایران میں تمام بلدیاتی' صوبائی اور قومی انتخابات کے انعقاد کی ذمہ دار ہے۔

دونوں دھڑوں میں نئی کشمکش شوریٰ نگہبان کے اس فیصلے کے بعد ہی پیدا ہوئی ہے' جو روز بروز سخت سے سخت تر ہوتی جا رہی ہے اور اندیشہ ہے کہ انتخابات سے پہلے ہی خانہ جنگی نہ چھڑ جائے۔ حالات انتہائی تیزی سے ڈرامائی صورت اختیار کرتے جا رہے ہیں۔ عیدالاضحیٰ کے فوراً بعد 5 فروری کو موجودہ 290 رکنی پارلیمنٹ کے 130 اصلاح پسند ارکان نے عام انتخابات کے بائیکاٹ کا اعلان کرتے ہوئے اپنے استعفیٰ پیش کر دیئے' جبکہ شوریٰ نگہبان نے نظر ثانی کے بعد نااہل قرار دیئے گئے 3605 امیدواروں میں سے صرف 251 کو اہل قرار دیا۔ دریں اثنا عدلیہ کے شدت پسند سربراہ آیت اللہ محمود ہاشمی کی طرف سے پارلیمانی انتخابات میں رخنہ ڈالنے کے مقصد کے تحت مستعفی ہونے والے ان ارکان پارلیمنٹ پر مقدمہ چلانے کی وارننگ دی۔ اصلاح پسند صدر محمد خاتمی اور سپیکر مہدی کروبی نے ایران کے رہبر آیت اللہ علی خامنہ ای کے نام اس کشمکش کو سلجھانے کی غرض سے ایک خط لکھا۔ علی خامنہ ای نے جو شدت پسندوں کے ہمدرد خیال کئے جاتے ہیں' اپنے جواب میں نصیحت کی کہ اصلاح پسند اختلافات فراموش کر کے ساتویں پارلیمانی انتخابات میں بھرپور حصہ لیں اور باہمی اتحاد و یگانگت کی فضا پیدا کریں۔ شاید رہبر کی اس نصیحت کے زیر اثر 9 فروری کو صدر خاتمی کی سیاسی پارٹی نے انتخابات میں حصہ لینے کا اعلان کر دیا' جس پر دوسری اصلاح پسند اتحادی جماعتوں کو سخت مایوسی ہوئی ہے۔ ان کے ہم خیال یونیورسٹی کے طلبہ نے تہران میں احتجاجی مظاہرے شروع کر دیئے ہیں' جن کے بارے میں عام خیال ہے کہ امریکا اس جلتی پر تیل ضرور چھڑکے گا۔ امریکا کی سازش پر پچھلے سال بھی طلبہ نے احتجاجی تحریک چلائی تھی۔

ان حالات میں جبکہ برادر مسلم ملک ایران پر امریکی استعمار نے نظریں گاڑ رکھی ہیں اور اسے ''بدمعاش ریاست'' کہہ رکھا ہے۔ اسرائیل کی طرف سے ایران کے ایٹمی مراکز پر حملوں کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں' ضرورت اس بات کی ہے کہ ایران کی بصیرت افروز قیادت وسعتِ قلبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اصلاح پسندوں کے لئے غیر ضروری اور خواہ مخواہ کی مشکلات پیدا نہ کرے اور غیر جانب دارانہ اور منصفانہ انتخابات کے انعقاد کو یقینی بنائے۔ امید ہے کہ روحانی رہبر آیت اللہ خامنہ ای اس نئی کشمکش اور الجھن کا کوئی حل ضرور تلاش کر لیں گے' جس کے بعد ایران کی طرف سے آنے والی بری خبروں کا سلسلہ بند ہو جائے گا اور اہل پاکستان کو ایران کی طرف سے کوئی اچھی خبر بھی سننے کو ملے گی۔ (مدیر انتظامی)

بھارت کی محبت: موت کا پیغام

ڈاکٹر اسرار احمد

❁ 11 ستمبر 2001ء (نائن الیون) کو ٹوئن ٹاورز کی تباہی کے واقعہ کے فوراً بعد بی بی سی کے نمائندے نے کہہ دیا تھا:

America will never be the same again.

یعنی اس واقعہ کے بعد امریکہ کی قلب ماہیت ہو جائے گی اور ایک نیا امریکہ وجود میں آئے گا۔ جبکہ اس موقع پر میں نے یہ کہا تھا کہ

World will never be the same again.

''اس واقعہ سے تبدیلی صرف امریکہ میں نہیں آئے گی بلکہ پورے عالم ارضی کی صورت تبدیل ہو جائے گی۔''

اسی طرح جب امریکہ نے افغانستان میں طالبان کے خلاف کارروائی کا فیصلہ کیا اور صدر مشرف نے امریکہ کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا تو میں نے ان سے ایک اجلاس میں عرض کیا تھا کہ:

اگر پاکستان نے طالبان کے خلاف امریکہ کا آلہ کار بننا طے کیا تو یہ عدل و انصاف کے عالمی قوانین سے بغاوت ہے' اس لئے کہ امریکہ طالبان یا اسامہ کے خلاف کوئی ثبوت نہیں دے سکا۔ دوسرے یہ فیصلہ غیرت وحمیت کے مسلمہ اصولوں کے بھی خلاف ہے۔ تیسرے یہ اسلام سے بغاوت ہوگی کہ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کے خلاف ایک ناحق مسئلے پر کفار کا ساتھ دیں۔ چوتھی بات میں نے یہ کہی تھی کہ صدر صاحب' آپ اس کے جو فائدے گنوا رہے ہیں کہ کشمیر کا مسئلہ حل ہو جائے گا یا ہمارے ایٹمی ہتھیاروں کو تحفظ حاصل ہو جائے گا وغیرہ' اگرچہ یہ حقیقی فائدے ہیں لیکن بہت عارضی ہیں اور بہت جلد ہماری باری بھی آئے گی اور پھر ہمیں ان چیزوں سے ہاتھ دھونا پڑے گا کیونکہ امریکہ کے پیچھے اصل طاقت یہود کی ہے۔ اور یہود کو اصل خطرہ پاکستان سے ہے۔ لہٰذا وہ ہمیں کمزور کئے بغیر چین سے نہ بیٹھیں گے' باوجود اس کے کہ آج ہم امریکہ کا ساتھ دے دیں' بالآخر امریکہ ان معاملات کو یہود کی خواہش کے مطابق ہی حل کرے گا۔

مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ آج یہ باتیں سچ ثابت ہو رہی ہیں۔ امریکہ کے دباؤ پر ہمارا کشمیر پالیسی سے یوٹرن اور اب ایٹمی سائنسدانوں کی تذلیل یہود ہی کی خواہشات کی تکمیل کی کڑی ہے۔ درحقیقت ٹوئن ٹاورز کو یہود نے گرایا اور پینٹاگون میں یہود نے آگ لگائی اور اس کا رُخ افغانستان اور پاکستان کی طرف موڑ دیا تاکہ انہیں گریٹر اسرائیل کے قیام اور مسجد اقصیٰ کو گرا کر ہیکل سلیمانی کی تعمیر میں جن ممالک کی طرف سے رکاوٹ کا خطرہ ہے انہیں کمزور کیا جا سکے۔ افغانستان میں انہیں خطرہ تھا کہ یہاں ایک صحیح اسلامی ریاست کا نظام ابھر کر دنیا کے سامنے آ سکتا تھا۔ جبکہ پاکستان واحد اسلامی ایٹمی طاقت ہے جو ان کے لئے مستقبل میں خطرہ بن سکتی ہے۔ لہٰذا انہوں نے نائن الیون کی یہ ساری منصوبہ بندی کی۔ اسی طرح اب جو یہ بھارت سے محبت کے پیغامات آ رہے ہیں اور سرحدیں ختم کرنے کی جو باتیں ہو رہی ہیں وہ دراصل پاکستان کے وجود کو مٹانے کی یہودی سازش کا حصہ ہے۔

جہاں تک بھارت سے تعلقات کی بہتری کا معاملہ ہے' اس میں اصولی طور پر تو یہ بات درست ہے کہ محبت کا جواب محبت سے دینا چاہئے' لیکن اس وقت جبکہ ہم نے اسلام کی طرف پیش رفت نہ کر کے اپنی نظریاتی اساس تقریباً ختم کر لی ہے' بھارتی یلغار ہمیں بہا کر لے جائے گی۔ دراصل قیامِ پاکستان کی بنیادیں دو تھیں۔ ایک منفی یعنی ہندو کا خوف اور دوسری مثبت بنیاد کہ ہم ایک علیحدہ خطہ چاہتے تھے تاکہ دنیا کے سامنے اسلام کا عملی نمونہ پیش کر سکیں۔ افسوس صد افسوس کہ ہم نے ساڑھے چھپن برس کا عرصہ ضائع کیا اور اس مثبت اساس کو قائم نہیں کیا۔ اگر ہم نے اپنی اس اساس کو مستحکم کیا ہوتا تو پھر ہم خود بھارت کے پاس محبت کا پیغام لے کر جاتے۔ ہمیں تو پوری دنیا کو یہ پیغام محبت پہنچانا ہے کہ اسلام عدل و انصاف کا دین ہے۔ اسلام ہر طرح کے ظلم و استحصال کو ختم کرنا چاہتا ہے۔ لیکن ان حالات میں جبکہ ہم نے اپنی اس اساس کو مستحکم نہیں کیا' بھارت کی طرف سے محبت کے یہ پیغامات آتے رہے تو پاکستان کے لئے یہ موت کا پیغام ثابت ہوں گے۔ چنانچہ جان لیجئے کہ پاکستان کے خاتمے کی اُلٹی گنتی شروع ہو چکی ہے۔ بیس سال پہلے امریکہ میں ایک کتاب چھپی تھی جس میں کہا گیا تھا کہ 2006ء میں ایک پاکستان نہیں بلکہ پاکستان کے چھ ٹکڑے ہو جائیں گے۔ اسی طرح امریکی تھنک ٹینک نے کچھ عرصہ قبل پیشین گوئی کی تھی کہ 2020ء تک دنیا کے نقشے پر پاکستان نام کا کوئی ملک موجود نہیں ہوگا۔

یاد رکھئے! ہماری نجات صرف ایک چیز میں ہے کہ پاکستان میں اسلامی انقلاب برپا کیا جائے۔ افسوس! دینی جماعتوں نے اس ضمن میں کچھ کام نہیں کیا' نہ ہی وہ کرنے کو تیار ہیں۔ بہرحال جو حالات ہیں ان کے مطابق ہمارے پاس زیادہ سے زیادہ دو اڑھائی سال ہیں۔ اس عرصے میں اگر پاکستان میں اسلامی انقلاب نہ آیا تو پاکستان کا خاتمہ تقدیر مبرم ہے۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبانی بنی اسرائیل سے کہا گیا تھا:

''عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے گا اور تمہیں زمین میں اقتدار دے گا تاکہ دیکھے کہ تم کیا کرتے ہو''۔

بعینہٖ اللہ نے ہمیں پاکستان عطا کیا کہ ہم نے اللہ سے جو وعدہ کیا تھا وہ پورا کرتے ہیں یا نہیں۔ اس وعدے کو پورا کرنے کے لئے اب ہمارے پاس بہت کم وقت رہ گیا ہے۔ اب تو یہ وقت ہے کہ ڈاکٹر بھول جائیں کہ ان کا پیشہ ڈاکٹری ہے۔ انجینئر بھول جائیں کہ وہ انجینئر ہیں۔ تاجر بھول جائیں کہ وہ کاروباری ہیں' کہیں وہ وقت نہ آ جائے کہ ہمارے پلازوں' عمارتوں اور کاروباروں پر کوئی اور آ کر قابض ہو جائے اور ہماری ساری محنت ختم ہو کر رہ جائے۔ اگر ہم نے اب بھی اپنی روش تبدیل نہ کی اور پاکستان میں اسلامی نظام کے قیام کو ترجیح اول نہ بنایا تو اس انجام بد سے ہمیں کوئی نہ بچا سکے گا۔ لہٰذا اس کام کو مقدم سمجھ کر اس کے لئے کمر کسیں۔ انفرادی توبہ کریں' اس کام کے لئے قائم ہونے والی کوئی جماعت تلاش کر کے اس کے قائد کے ہاتھ پر بیعت کریں اور ایک دو سال کے لئے سب کچھ چھوڑ کر اسلامی انقلاب کے لئے میدان میں آ جائیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام دینی جماعتوں کو ہدایت دے اور انہیں اسلامی نظام کے نفاذ کے مطالبے کو لے کر کھڑا ہونے کی توفیق دے اور ہمیں اپنی زندگیاں اس کام کے لئے وقف کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! (مرتب: فرقان دانش خان) ❁

اُسوۂ ابراہیمیؑ اور اُمتِ مسلمہ

مسجد دارالسلام باغ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کے 30 جنوری 2004ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

یہ عیدالاضحیٰ کا مہینہ ہے۔ آج 7 ذوالحجہ ہے لہٰذا اس مناسبت سے آج ہم سورۃ الصّٰفّٰت کے تیسرے رکوع کی چند آیات کا مطالعہ کریں گے جن میں حضرت ابراہیمؑ کی قربانیوں کے حوالے سے بعض اہم مضامین بیان ہوئے ہیں۔ اگر کہا جائے کہ حضرت ابراہیمؑ کی پوری زندگی امتحانات سے عبارت تھی تو غلط نہ ہوگا۔ ان امتحانات اور قربانیوں کا کلائمیکس وہ واقعہ ہے جب آپؑ نے اللہ کے حکم پر اپنے فرزند حضرت اسماعیلؑ کو قربان کرنے کا فیصلہ کیا۔ ہم اسی سنت ابراہیمیؑ کی یاد میں عیدالاضحیٰ کے دن جانور قربان کرتے ہیں۔

اس رکوع میں حضرت ابراہیمؑ کی قربانیوں میں سے پہلی سب سے بڑی قربانی اور اس واقعہ کا تذکرہ ہے جسے آپؑ کی قربانیوں کا کلائمیکس کہہ سکتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ کا ساٹھ سے زیادہ مرتبہ قرآن میں تذکرہ آیا ہے۔ سورۂ بقرہ میں حضرت ابراہیمؑ کی شان میں یہ آیت وارد ہوئی ہے۔

''اور ذرا یاد کرو جب ابراہیمؑ کو آزمایا تھا اس کے رب نے بڑی بڑی آزمائشوں سے' اور وہ (ان تمام امتحانات میں) پورے اترے۔''

یہ سرٹیفکیٹ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندے ابراہیمؑ کے لئے ہے کہ ہم نے انہیں جن آزمائشوں میں مبتلا کیا وہ ان میں کامیاب رہے۔ اس کے بعد فرمایا:

''میں تمہیں بنانے والا ہوں پوری نوع انسانی کے لئے امام''۔

اس کامیابی کا صلہ ان کو یہ ملا کہ اللہ نے ''امامۃ الناس'' کا منصب عطا کیا جس کا ایک مظہر یہ ہے کہ آپؑ کے بعد نبوت و رسالت کو صرف آپؑ کی نسل میں مختص کر دیا گیا۔ چنانچہ آج جتنے بھی آسمانی مذاہب ہیں وہ خود کو آپؑ کی شخصیت سے منسوب کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ ان سب کے نزدیک حضرت ابراہیمؑ معزز و محترم شخصیت ہیں۔

اس تمہید کے بعد اب ہم سورۃ الصّٰفّٰت کے تیسرے رکوع کا مطالعہ شروع کرتے ہیں۔ اس رکوع سے پہلے حضرت نوحؑ کا تذکرہ تھا۔ چنانچہ اسی تسلسل میں فرمایا:

''اور انہی کے طریقے اور راستے پر ابراہیمؑ بھی تھے''۔ (آیت: 83)

وہی دین توحید جو چلا آ رہا ہے۔ حضرت نوحؑ بھی اسی توحید کی دعوت دیتے رہے' اسی توحید اور اللہ کی بندگی پر حضرت ابراہیمؑ بھی کاربند تھے۔ آگے فرمایا:

''جب آئے وہ اپنے رب کے پاس قلب سلیم کے ساتھ۔'' (آیت: 84)

یہ قلب سلیم یا نورِ فطرت ہر شخص کو عطا ہوتا ہے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ غلط ماحول اور غلط تربیت کے اثرات کے نتیجے میں اس قلب پر کچھ غبار آ جاتا ہے یعنی انسان کا یہ نور فطرت آلودہ ہو جاتا ہے۔ لیکن بعض لوگوں کا یہ نورِ فطرت ماحول کے غلط اثرات کو بالکل قبول نہیں کرتا۔ چنانچہ ہر دور میں بدترین حالات میں بھی انتہائی مؤحد لوگ موجود رہے ہیں۔ اس فطرت سلیمہ کی ایک نہایت درخشاں مثال حضرت ابراہیمؑ کی ہے۔ انہوں نے ایسے ماحول میں آنکھ کھولی کہ باپ بتوں کی پوجا ہی نہیں کرتا بلکہ اس مشرکانہ نظام کا رکھوالا بھی ہے۔ پوری قوم ستارہ پرستی' بت پرستی' سورج پرستی' چاند پرستی جیسی گمراہیوں میں مبتلا ہے۔ لیکن حضرت ابراہیمؑ کا قلب ماحول کے غلط اثرات سے بالکل محفوظ رہا اور ان کا نورِ فطرت اپنی صحت و سلامتی پر برقرار رہا۔ چنانچہ آگے بتایا گیا:

''جب کہا انہوں نے اپنے باپ اور قوم سے کہ تم کن (بے حقیقت) چیزوں کو پوجتے ہو۔ اور اللہ کے سوا کیوں ان جھوٹے معبودوں کے طالب ہو''۔ (آیات: 85-86)

ذرا غور تو کرو کہ یہ بت تمہارے اپنے ہاتھوں کے تراشے ہوئے ہیں۔ تم انہیں آخر کس طرح اپنا معبود سمجھتے ہو۔ یہ سب تمہارے من گھڑت تصورات ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں۔

''آخر تمہارا رب العالمین کے بارے میں کیا گمان ہے۔'' (آیت: 87)

اس ایک جملے میں کئی مفاہیم پوشیدہ ہیں۔ ایک تو تنبیہ ہے کہ کیا تمہیں اس رب العالمین کا خوف نہیں ہے کہ اس کا عذاب تمہیں اپنی گرفت میں لے سکتا ہے۔ اور یہ بھی کہ تمہیں رب العالمین کی قدرت اور مشیت کا کوئی احساس نہیں ہے کہ تم نے ان لاچار ہستیوں کو اپنا مشکل کشا اور حاجت روا سمجھ رکھا ہے۔ تم کیوں اس حقیقی رب سے غافل ہو۔ حضرت ابراہیمؑ کے اپنی قوم سے اس مکالمے کی تفصیل سورۃ الشعراء میں زیادہ وضاحت سے آئی ہے۔

حضرت ابراہیمؑ نے ان کے جھوٹے معبودوں کی حقیقت واضح کرنے کے لئے ایک ترکیب سوچی جس کی تفصیل اگلی آیات میں بیان ہوئی ہے کہ

''تب انہوں نے ستاروں کی طرف ایک نظر کی اور کہا کہ میں تو بیمار (ہوا چاہتا) ہوں تب وہ ان سے پیٹھ پھیر کر چلے گئے۔'' (آیت: 88-90)

ان آیات میں حضرت ابراہیمؑ کے ایک حیلہ کا ذکر ہے۔ اس قوم کے لوگ چونکہ کواکب پرست تھے چنانچہ ہر معاملے میں ستاروں سے شگون لیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک روز جب ان کی قوم ایک بڑے جشن کے لئے شہر سے باہر جانے والی تھی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ستاروں پر ایک نظر ڈال کر کہا کہ میں تو بیمار ہوا چاہتا ہوں۔ چنانچہ وہ انہیں اکیلا چھوڑ کر چلے گئے۔ حضرت ابراہیمؑ کی اس بات کو غلط بیانی یا جھوٹ قرار دینا درست نہ ہوگا۔ اس لئے کہ اوّل تو یہ بات اصولی طور پر درست ہے کہ کسی بھی انسان پر کسی بھی وقت کوئی بیماری حملہ آور ہو سکتی ہے۔ ثانیاً یہ کہ ایک شخص اگر خود مؤحد ہو اور اس کے چہار طرف شرک کی غلاظت پھیلی ہوئی ہو تو فی الواقع وہاں اس کی ذہنی کیفیت بیماروں کی سی ہوگی۔ وہ ایک شدید کرب کی کیفیت سے دوچار رہے گا۔

بہرحال قوم کے جانے کے بعد حضرت ابراہیمؑ نے اپنی اسکیم پر جس طرح عمل کیا اس کا ذکر اگلی آیات میں ہے

"پھر حضرت ابراہیمؑ ان کے معبودوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے کہ تم کھاتے کیوں نہیں۔ تمہیں کیا ہوا ہے تم بولتے کیوں نہیں' پھر ان کو داہنے ہاتھ سے توڑنا شروع کیا۔ پھر وہ (قوم کے لوگ) ان کے پاس دوڑے ہوئے آئے۔ انہوں نے کہا کہ تم ایسی چیزوں کو کیوں پوجتے ہو۔ جنہیں خود تراشتے ہو۔ حالانکہ تم کو اور جن کی تم پوجا کرتے ہو اس کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے۔" (آیات: 91تا94)

جب قوم کے لوگ شہر سے باہر اپنی رسومات ادا کرنے کے لئے چلے گئے تو حضرت ابراہیمؑ شہر کے بڑے بت کدے میں داخل ہوئے۔ وہاں بتوں کے سامنے طرح طرح کی مٹھائیاں اور چڑھاوے رکھے تھے۔ انہوں نے بتوں سے کہا کہ تم ان چیزوں کو کھاتے کیوں نہیں؟ اور یہ کیا معاملہ ہے کہ تم بات تک نہیں کرتے۔ جب کوئی جواب نہ آیا تو انہوں نے اپنے داہنے ہاتھ کی ضرب سے بتوں کو پاش پاش کرنا شروع کر دیا۔ اس واقعے کی زیادہ تفصیل سورۃ انبیاء میں ہے کہ ایک بڑے بت کو انہوں نے سالم چھوڑ دیا اور تیشہ اس کے کندھے پر رکھ دیا۔ جب شہر کے لوگ واپس آئے اور انہوں نے حضرت ابراہیمؑ سے پوچھا کہ یہ کس نے کیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ اس بڑے بت سے پوچھو جو خود بھی صحیح سالم ہے اور جس کے پاس ہتھیار بھی موجود ہے۔ کہیں اس نے ان بتوں کو نہ توڑا ہو!...... اس پر انہیں فوری طور پر اپنی غلطی کا احساس ہوا اور اپنے دل میں انہوں نے کہا کہ بات تو ابراہیم کی سچی ہے ہمارے یہ معبود نہ تو اپنا دفاع کر سکتے ہیں اور نہ بول سکتے ہیں لیکن پھر جاہلانہ عصبیت ان کے قلب و ذہن پر مسلط ہو گئی اور انہوں نے غضبناک ہو کر کہا' اے ابراہیم تم خوب جانتے ہو کہ یہ بت بات نہیں کر سکتے۔ اس پر حضرت ابراہیمؑ نے کہا کہ تف ہے تم پر کہ ایسے لاچار اور بے بس بتوں کی عبادت کرتے ہو۔ حالانکہ عبادت کا حقدار تو وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا۔ اس پر انہیں غصہ آیا اور وہ سمجھ گئے کہ یہ کام حضرت ابراہیم کا ہی ہے۔ چنانچہ انہوں نے ایک فیصلہ کیا۔

"وہ کہنے لگے کہ ایک عمارت بنائی جائے (اور اس میں خوب آگ دہکانے کے بعد) ابراہیم کو آگ کے ڈھیر میں ڈال دیا جائے۔ انہوں نے اُن حضرت ابراہیم کے ساتھ ایک چال چلنی چاہی۔ اور ہم نے (اللہ نے) ان ہی کو (ناکام) زیر کر دیا"۔ (آیات: 97-98)

اس کی تفصیل سورۃ انبیاء میں ہے کہ جب انہوں نے حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا تو اللہ نے براہ راست آگ کو حکم دیا کہ "اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور ابراہیمؑ کے لئے سلامتی بن جا"۔ یہ آگ بھی تو اللہ کی مخلوق ہے اس میں جلانے کی تاثیر بھی اسی نے رکھی ہے۔ وہ جب چاہے اس تاثیر کو سلب کر لے۔ اسے اختیار ہے۔ چنانچہ اللہ نے ان کی چال کو ناکام کر دیا اور وہ آگ حضرت ابراہیمؑ کے لئے راحت کا سامان ثابت ہوئی حضرت ابراہیمؑ کا یہ وہ پہلا بڑا امتحان تھا جس میں وہ سرخرو اور کامیاب ہوئے۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

یہ اللہ کی ذات پر وہ توکل اور بھروسا تھا کہ وہ ایک لمحے کے لئے بھی نہیں ٹھٹکے اور اللہ کے بھروسے پر آگ میں کود گئے۔ جبکہ عقل انسان کو روکتی ہے اور ایسے موقع پر بے شمار تاویلات سجھاتی ہے کہ وقتی طور پر کلمۂ کفر کہہ کر بچ جاؤ تا کہ بعد میں تم دعوت و تبلیغ کا فریضہ بھرپور طور پر ادا کر سکو وغیرہ۔ لیکن یہ ہے حضرت ابراہیمؑ کا اسوہ۔ بلاشبہ یہ ایک بہت کٹھن امتحان تھا جس میں آپؑ پوری طرح کامیاب ہوئے اور بلا جھجک اپنی ذات کو اللہ کی خاطر قربان کرنے کیلئے آگ میں کود پڑے' لیکن اللہ نے آپؑ کو معجزانہ طور پر بچایا۔

آگے فرمایا:

"اور ابراہیم بولے کہ میں اپنے پروردگار کی طرف جانے والا ہوں وہ مجھے رستہ دکھائے گا"۔ (آیت: 99)

اس آیت میں اشارہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے جب ہجرت کا فیصلہ فرمایا' اور آپؑ عراق چھوڑ کر چل دیئے' اللہ نے آپ کی رہنمائی فرمائی اور شام میں لا کر فلسطین میں آباد فرمایا۔

آگے حضرت ابراہیمؑ کی زندگی کے ایک اور باب کا تذکرہ آ رہا ہے۔ آپؑ بڑھاپے کی سرحد میں داخل ہو چکے تھے لیکن تاحال اولاد سے محروم تھے۔ آپؑ نے دعا کی:

"اے پروردگار مجھے سعادت مند اولاد عطا فرما"۔ (آیت: 100)

حضرت ابراہیم کی 87 برس عمر ہو چکی تھی' کوئی اولاد نہ تھی۔ حضرت سارہ اور حضرت ہاجرہ آپؑ کی دو بیویاں تھیں۔ حضرت سارہ وہ ہیں جنہوں نے آپؑ کے ساتھ ہجرت کی تھی' حضرت ہاجرہ مصر میں انہیں ملی تھیں' بہرحال اولاد نہ ہونے پر آپؑ نے اللہ سے یہ دعا کی جسے اللہ نے قبول فرمایا:

"پھر ہم نے اسے ایک (حلیم الطبع) بردبار لڑکے کی بشارت دی"۔ (آیت: 101)

یہ حضرت اسماعیلؑ تھے جن کی ولادت کی بشارت دی گئی۔ حضرت اسماعیلؑ کی ولادت کے بعد حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا گیا کہ اس بچے اور اس کی والدہ کو مکہ کی بے آباد وادی میں چھوڑ آؤ۔ اس واقعے کی تفصیلات قرآن حکیم کے دوسرے مقامات پر ملتی ہیں۔ بہرحال جب حضرت اسماعیلؑ 13 برس کے ہوئے تو اللہ نے حضرت ابراہیمؑ کی وہ آزمائش کی جس کی یاد ہم عیدالاضحیٰ کے دن مناتے ہیں۔ اس واقعہ کا ذکر یہاں آیا ہے:

"جب وہ ان کے ساتھ دوڑنے کی عمر کو پہنچا تو ابراہیم نے کہا کہ بیٹا میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تم کو ذبح کر رہا ہوں۔ اب مجھے بتاؤ کہ تمہارا کیا خیال ہے انہوں نے کہا کہ ابا جو آپ کو حکم ہوا ہے وہی کیجئے۔ اللہ نے چاہا تو آپؑ مجھے صابروں میں سے پائیں گے۔" (آیت: 102-103)

حضرت ابراہیمؑ کو تین دن لگاتار یہ خواب آیا۔ انبیاء اور رسولوں کے خواب بھی اللہ کی طرف سے وحی کی ایک صورت ہوتے ہیں' گویا یہ آپؑ کو اللہ کا حکم تھا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کر دو۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ نے جب اس خواب کا اپنے بیٹے سے ذکر کیا تو انہوں نے بھی اللہ کے حکم پر قربان ہونے میں کسی جھجک کا مظاہرہ نہیں کیا۔ اور فوراً کہا کہ ابا جان آپؑ وہ کر گزریئے جس کا آپ کو حکم ہوا ہے اور آپ مجھے ان شاء اللہ صبر کرنے والا پائیں گے چنانچہ حضرت ابراہیم انہیں ذبح کرنے کے لئے ایک ویرانے میں لے گئے۔ آگے اس کی تفصیل ہے:

"جب دونوں نے حکم مان لیا اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹا دیا تو ہم نے ان کو پکارا اے ابراہیم تم نے خواب کو سچا کر دکھایا۔ ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی بدلا دیا کرتے ہیں۔ بلاشبہ یہ صریح آزمائش تھی اور ہم نے ان کو اس بڑی قربانی کا فدیہ دیا۔" (آیات: 103تا107)

روایات میں آتا ہے کہ پیشانی کے بل لٹانے کا مشورہ بھی حضرت اسماعیلؑ نے دیا تھا کہ چھری پھیرتے وقت شفقت پدری غالب نہ آ جائے اور وہ اللہ کے اس حکم کو پورا کرنے میں رکاوٹ بن جائے۔ بہرحال حضرت ابراہیمؑ نے چھری چلا دی لیکن چھری نے اللہ کے حکم سے حضرت اسماعیلؑ کی گردن کو نہ کاٹا۔ پھر وہیں پر اللہ نے حضرت ابراہیمؑ کو پکارا کہ بے شک تم نے اپنا خواب سچ کر دکھایا۔ اللہ تعالیٰ خود فرما رہا ہے کہ یقیناً یہ بہت بڑا امتحان تھا جس میں وہ پورے اترے اور پھر اللہ نے جنت سے دو مینڈھے عطا کئے جنہیں فدیے میں ذبح کیا گیا۔ آگے فرمایا:

"اور ہم نے پیچھے آنے والوں میں ابراہیم کا ذکر خیر باقی چھوڑ دیا۔ سلام ہو ابراہیم پر۔ ہم نیکوکاروں کو اسی طرح بدلا دیا کرتے ہیں۔ بے شک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔" (آیات: 108تا111)

عیدالاضحیٰ کے دن قربانی کا سلسلہ اسی سنت ابراہیمی کی یاد ہے۔ اللہ تعالیٰ کو آپؑ کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اسے قیامت تک کے لئے محفوظ کر دیا۔ اس پورے واقعے میں غور طلب بات یہ ہے کہ ہمارے لئے کیا سبق پوشیدہ ہے اور عیدالاضحیٰ کی قربانی کے حوالے سے ہمیں کیا چیز یاد کرانا پیش نظر ہے۔

پاکستان اپنے اندرونی حالات بہتر کر کے بھارت پر نفسیاتی برتری حاصل کر سکتا ہے۔ ایس ایم ظفر

انڈیا کشمیر ایشو پر کوئی لچک نہیں دکھا رہا۔ پاک بھارت تعلقات کے تمام اقدامات عارضی ہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمد

بھارت سے جاری سرد جنگ جیتنے کے لئے جمہوریت' جہاد اور جوہری پروگرام اصل ہتھیار ہیں۔ جنرل (ر) حمید گل

پاک بھارت تعلقات کی بہتری خوش آئند لیکن معاملات منصفانہ اور عادلانہ بنیادوں پر حل ہوتے نظر نہیں آتے۔ مرزا ایوب بیگ

امریکہ بھی نظریہ ضرورت کے تحت کام کرتا ہے مسئلہ کشمیر کے حل میں سنجیدہ نہیں صرف ٹینشن کم کرنا چاہتا ہے۔ مشاہد حسین

مختلف زبانوں میں کانفرنسیں کروا کر انڈیا کے ساتھ یکطرفہ تعلقات قائم کرنے پر اکسایا جا رہا ہے۔ عطاء الحق قاسمی

پاک بھارت تعلقات: امکانات' توقعات اور خدشات

تنظیم اسلامی لاہور کے زیر اہتمام سیمینار' منعقدہ 8 فروری 2004ء' بمقام قرآن آڈیٹوریم

رپورٹ: وسیم احمد' ناظم نشر و اشاعت حلقہ لاہور

❀ تنظیم اسلامی کی یہ روایت رہی ہے کہ وہ اہم قومی و بین الاقوامی معاملات کے حوالے سے اپنے رفقاء تنظیم و حلقہ احباب میں شامل عوام الناس کی ذہن سازی کیلئے سیمینار' جلسوں' اور پُر امن مظاہروں کا اہتمام کرتی رہتی ہے۔ پاک بھارت حکومتیں مسئلہ کشمیر سمیت دیگر مسائل کے حل کے لئے 16 تا 18 فروری مذاکرات کا انعقاد کرنے والی ہیں' لہٰذا تنظیم اسلامی لاہور نے 8 فروری بروز اتوار قرآن آڈیٹوریم میں ''پاک بھارت تعلقات: امکانات' توقعات اور خدشات'' جیسے حساس موضوع پر سیمینار منعقد کیا جس میں جنرل (ر) حمید گل' سینیٹر مشاہد حسین' سینیٹر ایس ایم ظفر' عطاء الحق قاسمی' مرزا ایوب بیگ کو خطاب کی دعوت دی گئی۔ اس سیمینار کی صدارت بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد نے کی۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوتِ کلام پاک و ترجمہ سے ہوا قاری مقبول صاحب نے یہ سعادت حاصل کی۔ صدارتی ایوارڈ یافتہ نعت خوان حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے نعت رسول مقبولؐ پیش کی۔

سیمینار کے پہلے مقرر امیر تنظیم اسلامی حلقہ لاہور مرزا ایوب بیگ نے بحیثیت میزبان مہمان مقررین کا سیمینار میں شرکت پر خصوصی شکریہ ادا کیا اور مجوزہ موضوع پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا کہ پاک بھارت تعلقات میں بہتری اگرچہ بہت خوش آئند ہے لیکن تمام معاملات منصفانہ اور عادلانہ بنیادوں پر حل ہوتے نظر نہیں آتے بلکہ فریقین غالب و مغلوب نظر آتے ہیں۔ مسئلہ کشمیر سمیت تمام مسائل کے حل کے لئے لچکدار رویہ بھی یکطرفہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ نیٹو کا دائرہ اس لئے وسیع کیا جا رہا ہے کہ اس میں پاکستان اور بھارت دونوں کو شامل کیا جائے تاکہ امریکہ کے مفتوح ممالک میں پاک فوج کو بھیجنا مسئلہ نہ بنے۔ انہوں نے پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے خاتمے کے لئے امریکہ' بھارت اور اسرائیل کے درمیان 3 ارب ڈالر کے فنڈ کے قیام پر انتہائی تشویش کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا کہ مرزا اسلم بیگ اور جہانگیر کرامت سے جس رازداری سے ایٹمی معاملات پر انکوائری کی گئی ہے یہی انداز قوم کے ہیرو ڈاکٹر عبدالقدیر کے ساتھ کیوں نہیں اپنایا گیا؟ انہوں نے کہا کہ پاکستان نے NPT اور CTBT پر دستخط نہیں کئے لہٰذا پاکستان کو کسی عالمی ایجنسی کے سامنے پیشی کی ضرورت نہیں۔

آئی ایس آئی کے سابق سربراہ' عسکری تجزیہ نگار و معروف دانشور جنرل (ر) حمید گل نے کہا کہ اگرچہ پاکستان نے CTBT اور NPT پر دستخط نہیں کئے لیکن ملک کی خودمختاری اور آزادی سے دستبرداری پر آدھے دستخط کر دیئے ہیں اور جو قومیں اپنی خودمختاری کا سودا کر لیتی ہیں وہ آزادی کا تصور بھی نہیں کر سکتیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے تمام قومی ادارے' صدر' آئین' وزیر اعظم' کابینہ' پارلیمنٹ اور میڈیا آزاد نہیں۔ ہم نے انڈیا کو وہ مراعات دے دی ہیں جس کی اسے توقع بھی نہ تھی۔ ہم بھارت کے ساتھ سرد جنگ میں مصروف ہیں' ایسے مواقع پر قوموں کی غیرت فیصلہ کن کردار ادا کرتی ہے۔ سرد جنگ جیتنے کے لئے جمہوریت' جہاد اور جوہری قوت اصل ہتھیار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بھارت کشمیر میں جاری جہاد کو ختم کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور پاکستان کے ساتھ بہتر تعلقات کی آڑ میں کنٹرول لائن پر باڑ لگا رہا ہے تاکہ اگر کسی موقع پر پاکستان یہ معاملہ اٹھائے تو وہ اسی باڑ کو تھوڑا بہت سیدھا کر کے مستقل سرحد بنوانے کی کوشش کرے۔ جنرل حمید گل صاحب نے کہا کہ ہمارا مسئلہ انڈیا نہیں واشنگٹن ہے۔ نیو ورلڈ آرڈر سے بھارت بھی اتنا ہی خائف ہے جتنا پاکستان کیونکہ امریکہ نیٹو کی افواج کو کشمیر میں داخل کر کے خطے میں اپنی برتری قائم کرنا چاہتا ہے اور اسرائیل امریکہ کے ذریعے پاکستان کے ایٹمی اثاثہ جات کو ختم کروانا چاہتا ہے۔ لہٰذا اب امریکہ ہم سے ایٹمی پروگرام پر مشترکہ کنٹرول (Joint Custody) ڈیمانڈ کرے گا۔ پاک بھارت تعلقات انتہائی اہم موڑ پر ہیں' ہمیں ہر قدم دیکھ بھال کر رکھنا چاہئے۔ جہاد بجلی کا بٹن نہیں کہ اسے جب چاہیں شروع کر دیں۔ انہوں نے کہا کہ ہماری حکومت کہتی ہے کہ اس پر بہت زیادہ دباؤ ہے۔ کیا ہماری عوام کا بھی اپنی حکومت پر کوئی دباؤ ہے؟ تمام جماعتوں کو بھی اس پر غور کرنا چاہئے۔

پروگرام کے اگلے مقرر سابق وفاقی وزیر اطلاعات و ⇦

نشریات سینئر سید مشاہد حسین جو خصوصی طور پر تنظیم اسلامی کے سیمینار میں شرکت کے لئے لاہور تشریف لائے تھے نے کہا کہ امریکہ نظریہ ضرورت کے تحت کام کرتا ہے اور مسئلہ کشمیر حل کرنے میں سنجیدہ نہیں بلکہ صرف کشیدگی (Tension) کم کرنا چاہتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کے ایٹمی دھماکوں سے خطے میں طاقت کا توازن قائم ہو چکا ہے اور بھارت سنجیدگی سے مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے کوشاں ہے۔ بھارتی اسٹیبلشمنٹ اس مسئلے کو کسی صورت حل نہیں کرنا چاہتی صرف واجپائی ایسا لیڈر ہے جو مسئلہ کشمیر کو حل کرسکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میرے خیال کے مطابق مسئلہ کشمیر کے حل میں سب سے بڑی رکاوٹ بھارت کا پاکستان کے خلاف جارحانہ رویہ ہے۔ بھارت حریت کانفرنس سے معاہدہ کر کے امن قائم نہیں کرسکتا اسے پاکستان سے بات چیت کرنا پڑے گی۔ ہمیں افغان جہاد کی طرح تمام کشمیریوں کو اکٹھا کرنے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایٹم بم اور میزائل کبھی بھی قومی سلامتی کے ضامن نہیں بن سکتے' سیاسی جماعتیں' آئین' پارلیمنٹ اور لیڈر شپ ہی ملکی سلامتی کی ضامن ہوا کرتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر صدر بش الیکشن جیتنا چاہتے ہیں تو انہیں اسامہ بن لادن کو پکڑنا اور افغانستان کے حالات کو کنٹرول کرنا پڑے گا۔ انہوں نے اپنی گفتگو کے آغاز میں بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے بارے میں کہا کہ ''ڈاکٹر صاحب ہمیشہ کسی سے NOC لئے بغیر کلمہ حق کہتے آئے ہیں''۔

پروگرام کے اگلے مقرر معروف شاعر' ڈرامہ نگار' سابق سفیر پاکستان اور روزنامہ جنگ کے کالم نگار جناب عطاء الحق قاسمی نے اپنے مخصوص انداز میں گفتگو کا آغاز کیا تو حاضرین سے کھچا کھچ بھرے قرآن آڈیٹوریم کو کشت زعفران بنا دیا۔ انہوں نے مجوزہ موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ مختلف زبانوں میں کانفرنسیں منعقد کروا کر ہمیں انڈیا کے ساتھ یکطرفہ تعلقات قائم کرنے پر اکسایا جا رہا ہے۔ انہوں نے اس تاثر کو غلط قرار دیا کہ مسلمان امت ختم ہو چکی ہے اگر ایسا ہوتا تو امریکہ کبھی بھی مسلم ممالک پر حملے نہ کرتا۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ ہماری قوت سے پوری طرح آگاہ ہے۔

پروگرام کے سٹیج سیکرٹری جناب عبدالرزاق صاحب نے دوران پروگرام محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی مسئلہ کشمیر کے حوالے سے نئی کتاب (پاک بھارت مفاہمت اور مسئلہ کشمیر کا حل) کا تعارف کروایا اور یہ کتاب تمام مہمان مقررین کو بھی تحفتاً پیش کی گئی۔

معروف قانون دان سینئر ایس ایم ظفر جو انتہائی اہم میٹنگ میں شرکت کی وجہ سے قدرے تاخیر سے تشریف لائے اپنے مختصر خطاب میں کہا کہ پاک بھارت تعلقات پر حتمی بات کرنا مشکل ہے کیونکہ ان دونوں ممالک کے درمیان مذاکرات کا ٹریک ریکارڈ اچھا نہیں۔ دونوں ممالک کے تعلقات کی بحالی میں اصل رکاوٹ مسئلہ کشمیر ہے۔ جب تک وہ حل نہیں ہو جاتا حالات بہتر نہیں ہو سکتے۔ انہوں نے کہا کہ بھارت میں ہندوازم بڑھتا جا رہا ہے جو کہ بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ حالیہ سارک کانفرنس کی وجہ سے ماحول میں بہتری آئی ہے اور امید کی جاسکتی ہے کہ پاکستان اور بھارت جو کہ امریکی کیمپ میں حلیف ہیں کے تعلقات میں بہتری پیدا ہو جائے۔ پاکستان اپنے اندرونی حالات میں بہتری لا کر انڈیا پر نفسیاتی برتری حاصل کرسکتا ہے۔

پروگرام کے اختتام سے پہلے بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے صدارتی خطبے میں مقررین کی تقاریر' حاضری اور انتظامات کو غیر معمولی قرار دیا اور موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ پاک بھارت تعلقات کے تمام اقدامات عارضی ہیں اور انڈیا مسئلہ کشمیر کے حوالے سے کسی قسم کی لچک کا مظاہرہ نہیں کر رہا۔ ہمارے حکمرانوں کی طرف سے انڈیا کے ساتھ محبت کے ترانے انتہائی خطرناک پیش رفت ہے۔ اور غلط حکومتی اقدامات کے سبب ہم نے جہاد کشمیر کو دہشت گردی مان لیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ 11 ستمبر کے واقعات یہود ہی کی کارستانی ہے جسے افغانستان اور پاکستان پر تھوپ دیا گیا ہے۔ اسرائیل پاکستان کو اپنے لئے دنیا کا سب سے بڑا دشمن تصور کرتا ہے اس وقت ہم انتہائی خطرناک موڑ پر کھڑے ہیں اور پوری دنیا میں ہمارا کوئی دوست نہیں رہا۔ ہمیں بحیثیت قوم اللہ سے اجتماعی توبہ کرنی چاہئے۔ اس وقت اللہ کو پکارنے کا وقت ہے۔ کیونکہ اگر وہ ہماری مدد کرے تو ہم پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں اسلامی نظام نافذ نہ ہوا تو اس کا بچاؤ مشکل ہے۔

محترم ڈاکٹر صاحب نے پروگرام کے آخر میں اختتامی دعا کروائی۔ اگلے دن کے تمام اردو و انگریزی اخبارات میں اس سیمینار کو بھرپور کوریج ملی۔ اے آر وائی ون ورلڈ' جیو ٹی وی' الجزیرہ ٹی وی اور ریڈیو تہران نے بھی اس پروگرام کو نمایاں کوریج دی۔ ❁

امریکہ تنازعہ کشمیر حل کرانے میں سنجیدہ نہیں؟

لاہور میں تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام ''پاک بھارت تعلقات' امکانات اور خدشات'' کے موضوع پر ایک سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے اس خدشے کا اظہار کیا کہ امریکہ تنازعہ کشمیر کے حل کرانے میں سنجیدہ نہیں اور بھارت کو توقعات سے زیادہ مراعات دے دی گئی ہیں۔ تنظیم کے قائد اور ممتاز عالم دین ڈاکٹر اسرار احمد' ممتاز قانون دان ایس ایم ظفر' حمید گل اور سید مشاہد حسین نے خطاب کرتے ہوئے پاک بھارت تعلقات' دونوں ملکوں کے درمیان مفاہمت کے لئے امریکی کردار اور بھارتی حکمرانوں کے رویئے اور ماضی کے تجربات کے حوالے سے جن خدشات کا اظہار کیا انہیں یکسر بے بنیاد قرار نہیں دیا جاسکتا۔ افغانستان میں روسی جارحیت کے خلاف امریکہ کا بھرپور ساتھ دینے کے باوجود امریکہ نے پاکستان کو جس طرح نظر انداز کیا اور پریسلر ترمیم کی آڑ میں پاکستان کے خلاف جو پابندیاں عائد کیں' قیمت ادا کر چکنے کے باوجود ایف 16 طیاروں اور دوسرے اسلحہ کی ترسیل جس طرح روکی گئی اس کے پیش نظر ملک کے سیاسی اور مذہبی حلقوں کی طرف سے امریکہ پر عدم اعتماد کا اظہار اور حکومت کو بھی اس سے باخبر رہنے اور اندھا دھند اعتماد نہ کرنے کا مشورہ یکسر بے وزن نہیں۔ افغانستان کے خلاف بھی پاکستان نے دہشت گردی کے خاتمے کے نام پر امریکہ کا جس طرح ساتھ دیا خود حکومتی حلقے اس کے جواب میں امریکی رویئے پر مطمئن نظر نہیں آتے۔ تنازعہ کشمیر کے حل اور پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے خلاف مبینہ امریکی دباؤ پر بھی قومی سیاسی حلقوں میں ایک اضطراب پایا جاتا ہے تاہم حکومت کی طرف سے ایسے ہر قسم کے دباؤ کی تردید کی جا رہی ہے۔ بہرحال سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے جن خدشات کا اظہار کیا حکومت کو وسیع تر قومی مفاد کے حوالے سے انہیں بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔

(اداریہ۔ روزنامہ ''جنگ'' لاہور۔ 10 فروری 2004ء)

نوشتۂ دیوار!

ایوب بیگ مرزا

❁ پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے باپ ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی لگادی گئی اور ایٹمی دھماکہ کرنے والے وزیر اعظم نواز شریف کو ملک بدر کر دیا گیا اور ایٹم بم بنانے والے سائنس دان ڈاکٹر عبدالقدیر کو مجرم بنا کر قوم کے سامنے ٹیلی ویژن پر پیش کیا گیا اور وہ یوں سر جھکا کر قوم سے معافی مانگ رہا تھا جیسے وہ کسی انتہائی بھیانک اخلاقی جرم کا مرتکب ہوا ہے۔ ٹیلی ویژن پر یہ نظارہ اس قوم نے کیا ہے جس کے سوا ارب ڈالر لوٹ کر بیرون ملک پہنچا دیئے گئے اور وہ لوگ غریبوں کے حق میں تقریریں کر رہے ہیں۔ وہ سیاست دان بھی آزاد اور متحرک ہیں جن کی حکمرانی کے دور میں کالج کی اغواشدہ دو طالبات گورنر ہاؤس سے برآمد ہوئی تھیں۔ ان وڈیروں کو بھی کھلی چھٹی ملی ہوئی ہے جو اکیسویں صدی میں بھی اپنے علاقوں میں سکول اور کالج کھلنے نہیں دیتے' جن کے ہاں مزارع اور کمی کاری کا خون کر دینا یا کسی کیڑے مکوڑے کو کچل دینے میں کوئی فرق نہیں۔ یہ ملک پاکستان جو اسلام کے نام پر بنا تھا' اس میں کبھی کسی آبرو باختہ فاحشہ عورت سے بھی سرعام اپنے گناہوں کا اعتراف نہیں کروایا گیا بلکہ میڈم کے لاحقہ سے پکارا اور لکھا جاتا رہا۔ وہ تاجر جو خوراک اور دوائیوں میں ملاوٹ کر کے انسانی زندگی سے کھیلتے ہیں ان میں سے بھی کبھی کسی کو مجبور نہیں کیا گیا کہ وہ ٹیلی ویژن پر اپنے کرتوتوں کے حوالے سے قوم سے معافی مانگیں۔ 20' 21' 22 گریڈ کے وہ بیوروکریٹس جو ہر ماہ اپنی تنخواہ جتنی رقم اپنے کتے کی نگہداشت اور اس کے ناز اٹھانے میں لگا دیتے ہیں' یہ ہمارے خدام جب بیرون ملک اپنے محکمے کی خریداری کے لئے جاتے ہیں تو کسی شے کی قیمت بعد میں پوچھتے ہیں اور اپنی کمیشن کی بات پہلے کرتے ہیں۔ ان میں سے کسی نے بھی کبھی یوں ٹیلی ویژن پر قوم سے معافی نہیں مانگی۔ وہ ڈاکٹر جو سرکاری ہسپتال میں اپریشن کرتے وقت تھیٹر سے باہر آجاتے ہیں کہ مرض توقع اور طے شدہ بات سے بڑا نکلا ہے لہٰذا باقی رقم لاؤ ورنہ اپریشن ادھورا چھوڑ دوں گا' یا وہ انجینئر جو کاغذوں پر پل بناتے اور گراتے رہتے ہیں' ان میں سے کبھی کسی نے ٹیلی ویژن پر آکر گردن جھکا کر قوم سے معافی نہیں مانگی۔

یہ بین اے آر وائی پر ڈاکٹر شاہد مسعود کریں یا میں تحریر کروں اس کا ہرگز ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ ڈاکٹر عبدالقدیر چونکہ قوم کے ہیرو تھے' انہوں نے ایٹم بم بنا کر چونکہ قوم کو تحفظ فراہم کیا تھا (یہاں یہ وضاحت کر دینا ضروری ہے کہ اگرچہ حقیقی فاعل اللہ تعالیٰ کی ذات ہے کسی کا تحفظ یا اس کی بربادی اللہ رب العزت کے اذن کے بغیر ممکن نہیں لیکن گزشتہ سال ظاہری صورتِ حال یہ بنی تھی کہ اگر ڈاکٹر عبدالقدیر کے ذریعے ہمیں ایٹمی چھتری مہیا نہ کی ہوتی تو بھارت کی انتہا پسند حکومت پاکستان کو چیر پھاڑ کر دینے پر تلی ہوئی تھی) لہٰذا انہیں ہر قسم کی بدعنوانی کی کھلی چھٹی ملنی چاہئے تھی۔ اصل سوال یہ ہے کہ جس طرح کی خاموش اور رازدارانہ انداز میں پوچھ گچھ مرزا اسلم بیگ اور جہانگیر کرامت سے ہوئی' یہ انداز ڈاکٹر عبدالقدیر کے ساتھ کیوں نہیں اپنایا گیا۔ صرف اس لئے کہ یہ شخص ہمارے آقا امریکہ کو بری طرح کھٹکتا ہے۔ یہ ہے وہ شخص جس نے پاکستان کو ایسی شے سے آراستہ کیا ہے جس سے امریکہ کا بغل بچہ اور اس کا پالتو گماشتہ اسرائیل محفوظ نہیں رہا' لیکن ہمارے حکمران اس حقیقت کو کیوں فراموش کر رہے ہیں کہ پاکستان ایٹمی اسلحہ سے لیس ہو چکا۔ ڈاکٹر عبدالقدیر کا رول اور تعلق کہوٹہ سے دو سال سے ختم ہو چکا اور وہ پودا جو انہوں نے لگایا تھا اب وہ پھل پھول دے رہا ہے۔ اب اگر ہم ڈاکٹر عبدالقدیر کو پھانسی بھی چڑھا دیں گے تو امریکہ کا مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ ڈاکٹر عبدالقدیر کا لگایا ہوا پودا اب تناور درخت بن چکا ہے۔ اس درخت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا امریکہ بھارت اور اسرائیل کا اصل مسئلہ ہے امریکی نقطہ نظر کے حوالہ سے ایک اور بات واضح کر دینا ضروری ہے' وہ یہ کہ ایسا نہیں کہ صرف صدر بش یا بش ایڈمنسٹریشن پاکستان کے ایٹمی پروگرام کی دشمن ہے' ہم جو بش کے ہارنے بلکہ خاتمے کی دعائیں مانگتے رہتے ہیں' ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ امریکہ کی رگِ جان اب مکمل طور پر یہودی لابی کی گرفت میں ہے۔ چنانچہ بش کے مقابل ٹکٹ حاصل کرنے کے دو مضبوط امیدواروں میں سے ایک کا کہنا ہے کہ بش نے عراق پر غلط حملہ کیا ہے اسے تو اصلاً سعودی عرب اور پاکستان پر حملہ کرنا چاہئے تھا ٹکٹ کا دوسرا امیدوار کہتا ہے کہ اگرچہ پاکستان پر حملہ تو نہیں کیا جانا چاہئے تھا البتہ یہ بات ناقابل برداشت ہے کہ کسی اسلامی ملک کے پاس ایٹمی صلاحیت ہو۔ ایسی صورت حال میں سمجھنے کی بات یہ ہے کہ اب دشمن کا اصل ہدف کیا ہے۔

یہ جو ایٹمی ٹیکنالوجی کے پھیلاؤ کا اتنا شور ہے' سوال یہ ہے کہ کس ایٹمی ملک نے یہ ٹیکنالوجی چوری یا سمگل کر کے حاصل نہیں کی؟۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ایٹمی ٹیکنالوجی کا بانی اور موجد ملک جرمنی تو ایٹم بم نہیں رکھتا۔ یہ ٹیکنالوجی جرمنی سے چوری ہوئی۔ امریکہ' یورپ' پھر سوویت یونین اور پھر وہاں سے چین اور دوسرے ممالک میں پہنچی۔ اس لحاظ سے اس کے پھیلاؤ کے اصل ذمہ دار کون ہیں؟۔ صدر مملکت نے اس حوالے سے اخبارات کے سینئر ایڈیٹروں کو جو بریفنگ دی ہے جو بعد ازاں پریس کانفرنس کی صورت اختیار کر گئی' اس میں یہ وضاحت بڑی حوصلہ افزا اور خوش کن ہے کہ پاکستان کسی صورت میں ایٹمی پروگرام رول بیک یا منجمد نہیں کرے گا بلکہ ان کا یہ عزم قابل تحسین ہے جس کا اظہار انہوں نے بڑے پرجوش انداز میں کیا ہے کہ میں جان دے دوں گا اور راستے سے ہٹ جاؤں گا لیکن ایٹمی پروگرام پر نہ صرف کوئی سمجھوتہ نہیں کروں گا بلکہ اس کو آگے بڑھاؤں گا۔ انہوں نے میٹنگ کے دوران ہی ایک سائنس دان ڈاکٹر ثمر مبارک سے یہ اعلان کروایا کہ ہم شاہین II کا تجربہ اگلے ماہ کر رہے ہیں جو دو ہزار کلومیٹر تک مار کر سکتا ہے۔ راقم دعا گو ہے کہ وہ اس فیصلے پر جازم رہیں لیکن یہ بات کہے بغیر نہیں رہا جا سکتا کہ موجودہ حکومت نے امریکی عزائم کے سامنے جو بچھنا شروع کیا ہوا ہے اور مسلسل پسپائی اختیار کر رہی ہے وہ بہت خطرناک ہے اس پالیسی کے ہوتے ہوئے مذکورہ بالا عزم پر قائم رہنا بہت مشکل نظر آتا ہے کیونکہ بڑوں سے سنا ہے کہ پڑاؤ' پیش رفت اور چڑھائی میں ہوتے ہیں' پسپائی کا کوئی پڑاؤ نہیں ہوتا۔ پسپا ہونے والا سپاہی بگٹٹ اور بے دم دوڑتا ہے۔ راقم حکمرانوں سے یہ کہنا بھی ضروری سمجھتا ہے کہ وہ اس وقت بش انتظامیہ کی میٹھی میٹھی باتوں پر نہ جائیں بلکہ وہ ان کے عمل کو دیکھیں ایک طرف وہ زبانی طور پر آپ کی بلائیں لے رہے ہیں اور دوسری طرف بھارت سے مل کر تین ارب ڈالر کا ایک

مشترکہ فنڈ قائم کر رہے ہیں جس کا مقصد ہی یہ بتایا گیا ہے کہ وہ پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے مکمل خاتمے کے لئے استعمال کیا جائے گا۔ پھر یہ جو نیٹو کے دائرہ کار اور دائرہ عمل کو بڑھایا جا رہا ہے اور اس میں پاکستان اور بھارت کو بھی شامل کیا جا رہا ہے۔ یہ بڑھاؤ اور پھیلاؤ چہ معنی دارد۔ راقم کو یہ منصوبہ بڑا خطرناک محسوس ہوتا ہے اگر یہ بہت دور کی کوڑی لانا نہیں ہے تو راقم یہ خطرہ محسوس کر رہا ہے کہ درحقیقت یہ پاکستانی افواج کو اپنے خطرناک عزائم میں استعمال کرنے کی ایک سازش ہے کیونکہ نیٹو کو افغانستان میں بھی متحرک رول دیا جا رہا ہے۔ اگر پاکستان نیٹو میں شامل ہو جاتا ہے تو اسے کہا جائے گا کہ نیٹو پاکستان، کی حفاظت کا ذمہ دار ہے لیکن جہاں جہاں نیٹو کی افواج جائیں گی وہاں وہاں پاکستان اپنی افواج بھیجنے کا پابند ہوگا۔ یوں افغانستان میں پاک افواج کے استعمال کا دروازہ کھولا جائے گا۔ امریکہ افغانستان کی دلدل میں پھنس چکا ہے وہ جانتا ہے کہ پاک فوج دلیر بھی ہے اور افغانستان کے چپہ چپہ سے واقف بھی ہے۔ پھر پاکستانیوں کو وہاں زبان کا بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اور اگر پاکستان نیٹو میں شامل ہونے سے انکار کر دیتا ہے تو بھارت جو نیٹو کا ممبر ہوگا اور کل کلاں ہمارے بھارت سے پھر اختلافات ہوتے ہیں اور جنگ کی نوبت آتی ہے تو پاکستان کا مقابلہ بھارت سے نہیں بلکہ نیٹو سے ہوگا جس میں امریکہ اور یورپ کی افواج شامل ہیں اور جو جدید ترین ہتھیاروں سے لیس ہیں۔ بہرحال ہماری بربادیوں کے مشورے ہو رہے ہیں۔ دشمن زور آور بھی ہے اور مکار بھی۔ ہم اس مشترکہ دشمن کے خلاف لڑنے کے قابل نہیں ہیں اور اس دنیا میں بالکل تنہا رہ چکے ہیں اب ایک ہی راستہ ہے صرف اور صرف وہ ہمیں تباہی سے بچا سکتا ہے اور وہ راستہ ہے اللہ کی طرف لوٹ جانے کا اس کی رسی کو تھامنے کا' اس کے نبی کی سنت کو اختیار کر لینے کا راستہ' وگرنہ تباہی اور بربادی نوشتۂ دیوار ہے۔ کوئی پڑھے یا نہ پڑھے۔

گوشۂ خواتین

ناظم ضلع لاہور سے

ایک ملاقات

16 جنوری **2004**ء کو خواتین کے ایک وفد نے لاہور کے ناظم میاں عامر محمود سے ان کے دفتر میں ملاقات کی۔ وفد میں طالبات کی نمائندگی جمعیت اسلامی' الہدیٰ فاؤنڈیشن' امامیہ سٹوڈنٹس آرگنائزیشن اور تنظیم اسلامی کی چند رفیقات نے کی۔ مجلس عمل کے میاں مقصود بھی وفد کے ہمراہ موجود رہے۔ ملاقات کا مقصد ناظم صاحب کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرانا تھی کہ حکومت نے پتنگ بازی پر سے جو پابندی اٹھائی ہے اور جشن بہاراں کے نام پر جس کلچر کی سرپرستی کی جا رہی ہے وہ ناقابل برداشت ہے۔ اس لئے پابندی کو برقرار رکھا جائے۔ میاں صاحب نے خواتین کی یہ باتیں اطمینان سے سنیں اور یقین دلایا کہ انفرادی طور پر وہ سو فیصد اس پابندی کے حق میں ہیں بلکہ اُن کی ذاتی کوشش کی وجہ سے یہ پابندی لگائی گئی تھی۔ اس کے علاوہ ضلعی سطح پر بھی ان کا وعدہ تھا کہ انتظامیہ ملوث نہیں ہوگی مگر انہوں نے کہا کہ یہ معاملہ کل کا کل صوبائی حکومت کے اختیار میں ہے اور وہ اس معاملے میں بے اختیار ہیں۔ اس موقع پر طالبات نے ایک سروے رپورٹ پیش کی جس میں دکھایا گیا کہ عوام کی اکثریت اس کلچر سے نالاں اور اس کو وقت کا ضیاع سمجھتی ہے۔ اس کے علاوہ کچھ تجاویز پیش کی گئیں جن کا مقصد نوجوانوں کو مثبت اور متبادل تفریح مہیا کرنا تھا مثلاً عید کے کلچر کو اہمیت دینا اور اس عید کے موقع پر فوڈ میلے' کھیلیں' شجرکاری مہم وغیرہ جس سے اس بات کا اظہار ہو کہ خوشی منانے کا طریقہ محض ناچ اور گانا نہیں بلکہ مثبت کام کر کے بھی خوشی حاصل ہو سکتی ہے۔ ناظم صاحب نے یقین دلایا کہ سرکاری سکولوں اور کالجوں میں بسنت کے نام پر بے معنی اور بے ہودہ تقاریب منعقد کرنے کی اجازت ہرگز نہیں دی جائے گی۔

رفیقات تنظیم اسلامی نے ان سے درخواست کی کہ اگرچہ ان کے اختیارات واقعتاً محدود ہیں لیکن وہ کم از کم حکومت تک ہمارا یہ پیغام پہنچا سکتے ہیں کہ عوام ہندوستان سے دوستی اس قیمت پر نہیں کرنا چاہتے کہ ہم ان کے غلط نظریات اور کلچر اپنے اوپر مسلط کر لیں بلکہ اگر دوستی کرنی ہو تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنا اسلامی کلچر اور نظریات ان تک پہنچائیں تا کہ شہادت علی الناس کا فریضہ ادا ہو جائے۔ بسنت اور میلے ٹھیلے منعقد کرا کر ہم خود ان کو اپنے اوپر ہنسنے کا موقع اور اپنی ذہنی غلامی کا ثبوت فراہم کرتے ہیں۔

میاں عامر نے تفصیلاً اپنے ترقیاتی کاموں کا ذکر بھی کیا اور لاہور کی ترقی اور خوبصورتی کے لئے اپنے منصوبوں کا ذکر بھی کیا۔ اس پر رفیقہ تنظیم نے ان کی توجہ اس بات کی طرف دلائی کہ لاہور کے ہر موڑ پر بے ہنگم اور بیہودہ Bill Boards کی موجودگی میں یہ ممکن نہیں اس لئے ان پر بھی توجہ دی جائے۔ ناظم صاحب نے ان باتوں سے بھی اتفاق کیا اور ساتھ ہی یہ تجویز دی کہ یہ تمام باتیں پرویز الٰہی صاحب سے کی جانی چاہئیں تا کہ ان پر عمل درآمد بھی ہو سکے۔

اس ملاقات کو نہی عن المنکر کے ضمن میں ایک مثبت قدم کہا جا سکتا ہے مگر جب تک دینی جماعتیں عوام الناس اور خصوصاً نوجوان طبقے کو اس کلچر کے خلاف ذہناً تیار نہیں کرتیں تب تک محض حکومتی دباؤ سے اس پر قابو پانا ممکن نظر نہیں آتا۔

بانی تنظیم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی دس سال پرانی تجویز نئے کتابچے کی صورت میں

پاک بھارت مفاہمت اور مسئلہ کشمیر کا حل

(قیمت : 20 روپے)

مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن 36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور

سیرت النبیؐ کی روشنی میں

اسلامی انقلاب کے مراحل' مدارج اور لوازم

منہج انقلاب نبویؐ

مجلد 200 روپے' غیر مجلد 140 روپے

تحریک پاکستان کا تاریخی و سیاسی پس منظر'

اسلامیان پاکستان کا تہذیبی و ثقافتی پس منظر

اسلام اور پاکستان

مجلد 40 روپے' غیر مجلد 20 روپے

بندۂ مومن پر لازم عبادات

تحریر: جناب رحمت اللہ بٹر، ناظم دعوت، تنظیم اسلامی، پاکستان

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّکُمْ وَافْعَلُوا الْخَیْرَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ O وَجَاھِدُوْا فِی اللّٰہِ حَقَّ جِھَادِہٖ ط ھُوَ اجْتَبٰکُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ ط مِلَّۃَ اَبِیْکُمْ اِبْرٰھِیْمَ ط ھُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِیْ ھٰذَا لِیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ شَھِیْدًا عَلَیْکُمْ وَتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ ج فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰہِ ط ھُوَ مَوْلٰکُمْ ج فَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ O﴾

چند تمہیدی باتیں

1۔ قرآن مجید جس ترتیب سے نازل ہوا ہے اس ترتیب سے یہ پہلا خطاب ہے جو اہل ایمان کو مخاطب کر کے کیا گیا اور یہ بات تقریباً متفق علیہ ہے کہ یہ آیات دوران ہجرت نازل ہوئیں یا ہجرت کے فوراً بعد۔

2۔ بندہ مومن کے جو انفرادی حیثیت میں فرائض ہیں ان کو بڑی جامعیت کے ساتھ معین کر دیا گیا ہے کہ کم از کم لوازمات نجات وفلاح کیا ہیں۔

3۔ امت مسلمہ کو بحیثیت امت جو فریضہ سونپا گیا ہے اس کو بھی بیان کر دیا گیا ہے اور اس فریضہ کی ادائیگی کی وجہ سے جو مقام اور فضیلت اس کے حصے میں آئی ہے اس کا واضح ذکر کر دیا گیا ہے۔

اب پہلی آیت کا ترجمہ پڑھیے۔ ''اے ایمان والو! رکوع کرو سجدہ کرو۔ اپنے رب کی عبادت کرو اور بھلائی کے کام کرو تاکہ فلاح پاسکو۔''

سب سے پہلے اس بات کو سمجھ لیجیے جو ہمارے ذہنوں میں سمائی ہوئی ہے کہ مسلمانوں کے گھر پیدا ہو جانے سے آدمی مسلمان ہو جاتا ہے اور لاشعوری طور پر کلمہ شہادت یاد کر لینے سے ایماندار بن جاتا ہے اب دیگر فرائض ادا کرنے سے تو درجات میں بلندی ہوگی وگرنہ کامیابی تو اس اسلام کی بنیاد پر یقینی ہے۔ یہی ہے وہ تصور جو اس وقت معاشرے میں راسخ ہے اور جس کی بنیاد پر 90 فیصد آبادی اسلام کی بنیادی تعلیم نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، حلال رزق، راست بازی اور بنیادی اخلاقیات سے بھی فارغ ہے لیکن خود کو مسلمان گردانتی ہے۔ لیکن اس آیت مبارکہ میں تو خطاب ہی ان سے ہے جو اہل ایمان ہیں اور پھر ان کو حکم دیا جائے کہ یہ کام کرو گے تو فلاح اور کامیابی حاصل کر پاؤ گے۔

ایمان والوں کو سب سے پہلے حکم جو دیا جا رہا ہے وہ ہے رکوع کرو، سجدہ کرو۔ مراد ہے نماز ادا کرو۔ جان لیجیے جس وقت یہ آیات نازل ہوئی ہیں تو اہل ایمان پر صرف نماز فرض ہوئی تھی۔ ابھی نہ روزہ فرض ہوا تھا اور نہ زکوٰۃ و حج۔ اس لئے نماز قائم کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔

آج جب ہم اس آیت کا مصداق سمجھیں گے تو وہ یہ ہوگا کہ ارکان اسلام یا عبادات کا التزام کرو۔ یہ بات بھی سمجھ لینے کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندہ مومن کے لئے سب سے پہلے ان عبادات کو کیوں لازم کیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کا خالق ہے اور اسے معلوم ہے کہ انسان کی تخلیق میں کیا کیا ضعف ہیں اور اسے اپنے نفس کو راہ راست پر رکھنے کے لئے کیا اہتمام کرنا چاہیے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان عبادات کو بندہ مومن پر لازم کیا ہے اور ان کا التزام لازم قرار دیا ہے تاکہ بندہ مومن اس قابل ہو سکے کہ وہ اپنے مقصد تخلیق کو پورا کر سکے اور واقعی بندگی پر رہ کر زندگی گزارنے کے قابل ہو سکے۔

چنانچہ آپ کو معلوم ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جنت میں رہائش عطا کی اور ان سے ایک درخت کے قریب نہ جانے کا عہد لیا۔ لیکن آدم علیہ السلام اس عہد کو قائم نہ رکھ سکے اور اس درخت کو چکھ لیا۔ اس حقیقت کو قرآن مجید میں سورہ طٰہٰ میں یوں بیان فرمایا گیا ہے۔

﴿وَلَقَدْ عَھِدْنَآ اِلٰٓی اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِیَ وَلَمْ نَجِدْ لَہٗ عَزْمًا O﴾

''اور اس سے پہلے ہم آدم کو ایک حکم دے چکے تھے (ایک عہد لے چکے تھے) تو وہ بھول گئے اور ہم نے اس میں پختگی نہ پائی۔''

اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جب دنیا میں بھیجا تو ان پر ارکان اسلام لازم کر دیئے تاکہ پھر ان پر غفلت طاری نہ ہونے پائے۔ چنانچہ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج ہر امت پر اللہ کی طرف سے فرض رہی ہیں کیونکہ یہ انسان کی تربیت کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہتمام ہے تاکہ اللہ کو ماننے والے غفلت سے بچے رہیں۔

نماز کی اصل غرض وغائت یہی ہے کہ وہ انسان کو غفلت سے بچاتی ہے اور اللہ کی یاد تازہ رکھتی ہے چنانچہ قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے کہ جب انہیں کوہ طور پر اللہ تعالیٰ نے نبوت سے سرفراز فرمایا تو سب سے پہلا حکم یہی دیا کہ ﴿اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ﴾ (طٰہٰ) (اے موسیٰ) میں ہوں اللہ میرے سوا عبادت کے لائق کوئی نہیں۔ پس تمہیں میری بندگی پر زندگی گزارنا ہے اور نماز کو قائم رکھنا میری یاد کے لئے اور اس طرح سورہ عنکبوت میں رسول اللہ ﷺ کو خطاب کر کے فرمایا ﴿اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ O﴾ (العنکبوت: 45) جو کتاب آپ پر وحی کی گئی ہے اسے پڑھا کیجیے اور نماز قائم رکھیے بے شک نماز بے حیائی اور منکرات سے روک دیتی ہے اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے۔

اسی طرح روزہ کا اصل مقصد بھی تقویٰ کا پیدا کرنا ہے اور نفسانی خواہشات بھوک، شہوت اور کمزوری اور تھکان پر کنٹرول حاصل کرنے کا نام ہی تقویٰ ہے۔ ان میں سے

کوئی چیز بھی نفس پر حاوی نہ ہو جائے۔ بلکہ روح ربانی اتنی قوی ہو جائے کہ نفس کو قابو میں رکھ سکے۔ اس لئے دن کو بھوک اور شہوت پر قابو پائے اور رات کو اللہ کے کلام سے روح کو قوی کرو تا کہ جس مالک کے حکم سے حلال چھوڑ رکھا ہے اس کی یاد تازہ رہے اور کم از کم حرام سے بچنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔ یہی وہ چیزیں ہیں جو روزہ کا حاصل ہیں اس لئے انہیں آیات میں یہ بھی آ گیا کہ ﴿وَاِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اور وَلَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ ''جب روح بیدار ہو اور مالک کی طرف توجہ کرے تو جان لو وہ قریب ہی ہے نفسانی خواہشات کے پردوں کو ہٹاؤ اور اس سے قرب حاصل کرلو اور دیکھو اصل تقویٰ اللہ کی حرام کی ہوئی صورتوں سے اپنے آپ کو بچانے کا نام ہے۔

زکوٰۃ بھی اصل میں تزکیہ نفس کا بہت بڑا ذریعہ ہے کہ حلال ذرائع سے حاصل کرو اور اسے اللہ کی عطا سمجھ کر حقوق کی ادائیگی میں لگاؤ اور اس میں سے سائل ومحروم کا حق نکالو تا کہ اس کی محبت دل میں پیدا نہ ہونے پائے یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے اَلصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنا دلیل ہے انسان کے ایمان باللہ اور ایمان بالآخرۃ کی۔

حج

یہ تو بہت ہی جامع رکن ہے جس میں مال کا خرچ۔ نفس کی مشقت کے علاوہ اسلام کی بنیاد پر تمام مسلمانوں کا ایک امت کا فرد ہونے کا احساس اجاگر رکھنے کا بندوبست ہے اور لسانی' قومی' علاقائی' نسلی عصبیتوں سے نکالنے کا ذریعہ ہے۔ گھربار' کاروبار اور دنیاوی مصروفیتوں سے نکلو اور ایک ہی رنگ میں رنگے جاؤ اور اللہ کے حضور پیش ہو جاؤ تا کہ معلوم ہو کہ ہم سب سے پہلے مسلم ہیں اور پھر ہندوستانی۔ پاکستانی یا ایرانی وعراقی ان تمام آلائشوں سے بندہ مومن کو بچانے کے لئے اور اللہ تعالیٰ سے اس کا تعلق مستقل رکھنے کے لئے یہ عبادات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہر بندہ مومن پر فرض کی ہیں تا کہ وہ اصل تقاضے جو اس سے مطلوب ہیں وہ ادا کرنے کے قابل رہے۔

دوسری چیز ان عبادات/ارکان کے بارے میں ذہن میں رہنی چاہئے کہ یہ دین کے ستون ہیں۔ اگر ستون نہ ہوں تو عمارت کا کوئی تصور نہیں۔ اس لئے آنحضور ﷺ نے فرمایا اَلصَّلٰوةُ عِمَادُ الدِّيْنِ مَنْ هَدَمَهَا هَدَمَ الدِّيْنَ (مشکوۃ) نماز دین کا ستون ہے جس نے ستون کو گرا دیا اس نے دین کو گرا دیا۔ واقعی حقیقت یہی ہے کہ کوئی بھی عمارت ہو اس کی چھت تو اس کی دیواروں/ستونوں پر ہی کھڑی ہوتی ہے۔ اگر ستون گر جائیں تو عمارت گر جاتی ہے۔

اصل تقاضا کیا ہے؟ وہی جو پوری انسانیت سے کیا گیا ہے اور وہ ہے عبادت رب۔ اپنے مالک کے غلام بن کر پوری زندگی گزارنا کیونکہ یہ انسان کی غرض تخلیق ہے۔ اب یہاں یہ بات بھی سمجھ لیجئے کہ آج کل بعض علماء نے صرف ان ارکان اسلام ہی کو پورا دین اور عبادت قرار دیا ہوا ہے۔ انہیں سوچنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ تو فرما رہے ہیں کہ ہم نے انسان کو پیدا ہی عبادت کے لئے کیا ہے تو کیا انسان کی غرض تخلیق صرف نماز' روزہ' زکوٰۃ اور حج کی ادائیگی ہی ہے۔ نہیں یہ تو صرف غفلت سے بچانے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کے ذریعے ہیں اصل مطالبہ تو اللہ تعالیٰ کو دنیا کا مالک مان کر اسکی اطاعت میں دینا ہے۔ اگر کوئی بندہ مومن عبادات کو ادا کرتا ہے اور پھر تمام زندگی کے معمولات اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی حدود کے اندر رہ کر گزارتا ہے۔ اپنے معاشرتی' معاشی اور سیاسی فرائض ادا کر کے زندگی گزار رہا ہے اور صرف اپنے جائز حقوق پر اکتفا کرتا ہے' اس کی ساری زندگی عبادت ہے اور یہی مطلوب ہے۔

تیسری ذمہ داری جو عائد کی جا رہی ہے وہ ہے خیر اور بھلائی کا اختیار کرنا۔ یہ بھی بندہ مومن کے لئے ضروری ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ تمام مخلوق خدا اللہ کا کنبہ ہے اور اللہ تعالیٰ کو اپنے کنبے میں سے وہی پسندیدہ ہے جو اس کی مخلوق کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا ہے اور ان کی بھلائی اور خیر خواہی کا فکر رکھتا ہے۔ یہ حقیقت ہے جس کو نبی اکرم ﷺ نے اپنے فرمان میں یوں بھی واضح فرمایا ہے: اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ دین تو بس خیر خواہی کا نام ہے اور اس خیر خواہی میں تمام انسانوں کی خیر خواہی بھی شامل ہے۔

یہ انسان کی حمیت اور غیرت حق کا بھی تقاضا ہے کہ انسان جس چیز کو اپنے لئے بہتر سمجھتا ہے اسے دوسروں کے لئے بھی پسند کرے اور اس لحاظ سے سب سے بڑی خیر خواہی یہ ہے کہ کسی انسان کو جہنم سے بچایا جائے یعنی اسے اللہ کی بندگی کی دعوت دی جائے۔

یہ ہیں تین تقاضے/ذمہ داریاں' فرائض جن کی ادائیگی ہر بندہ مومن سے مطلوب ہے تا کہ وہ اپنے اللہ کی رضا حاصل کر کے اپنی مراد کو حاصل کرے یعنی آخرت کی سرخروئی حاصل کر سکے۔

یہی پیغام ہے جو اللہ کا ہر نبی اور رسول اپنی اپنی قوم کو دیتا رہا اور یہی ہے جسے نبی اکرم ﷺ کے ماننے والوں کے سامنے اللہ تعالیٰ نے اپنے پہلے خطاب میں واضح فرما دیا تا کہ ہر بندہ مومن جان لے کہ اس کا رب اس سے کیا تقاضا رکھتا ہے جس کی ادائیگی پر اس کی فلاح کا دارومدار ہے۔

اب آیئے دوسری آیت کی طرف اور وہ یوں ہے

وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ........

دوسری آیت کے بارے میں بعض باتیں سمجھ لیجئے تا کہ پوری طرح سے حقیقت واضح ہو جائے۔

پہلی آیت میں کامیابی کے لوازمات تو بیان کر دیئے گئے اور اب یہ دوسرا حکم کیوں دیا جا رہا ہے تو جان لیجئے یہ حکم اس امت کے لئے خاص ہے اور وہ اس وجہ سے کہ اس کے رسول اللہ ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے نبوت کو ختم کر دیا اور رسالت کو دائمی بنا دیا۔

اللہ تعالیٰ نے نبوت و رسالت کا جو سلسلہ جاری فرمایا تو یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت و فضل کا ظہور ہے تمام انسانیت کے لئے۔ اس مرتبہ و مقام کے دو پہلو ہیں۔ ایک ہے نبوت کا پہلو اور دوسرا رسالت۔

نبوت

نبوت کی اصل غرض وغایت اللہ تعالیٰ کے لئے پیغام کو وصول کرنے کی صلاحیت ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا تھا کہ میری طرف سے ہدایت آتی رہے گی۔ اس کی صورت یہ اختیار کی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں سے ان انسانوں کو چنا جن میں اللہ کے کلام کو وصول کرنے کی صلاحیت تھی۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ﴾

(آل عمران : ۳۳)

''بے شک اللہ تعالیٰ نے چن لیا حضرت آدمؑ 'نوحؑ آل ابراہیمؑ اور آل عمران کو تمام جہانوں میں سے۔''

یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے انبیاء جو ہدایت کو وصول کرتے رہے۔ ان میں سے کچھ وہ تھے جن کو پھر اللہ تعالیٰ نے بعض قوموں کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ ہر نبی چونکہ اللہ کا بندہ اور انسان تھا اس لئے یہ پیغام اس کے لئے بھی تھا۔ یہ ہدایت کا سلسلہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے شروع کیا تھا اور پھر وقتاً فوقتاً جاری رہا یہاں تک کہ نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ پر اس ہدایت کو کامل کر دیا۔ ایک مکمل ضابطہ حیات دے دیا گیا۔ اور پھر اس ہدایت کو رہتی دنیا کے لئے محفوظ فرما دیا۔ اس پر یہ سلسلہ ختم ہو گیا کیونکہ اب مزید ہدایت کا نازل کرنا مطلوب نہ تھا۔ اس لئے نبی اکرم ﷺ آخری نبی قرار پائے۔ یہ ہے اصل محمد المصطفےٰ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری چنیدہ انسان جن کو نبی کے طور پر اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا اور ان کو اپنے آخری کلام سے نوازا۔

(جاری ہے)

سورۃ العصر کی روشنی میں
راہِ نجات
40روپے

تری آواز مکے اور مدینے!

رعنا ہاشم خان

عربی مقولہ ہے کہ ''الحق مر'' سچ کڑوا ہوتا ہے۔ اور یہ بات بھی سچ ہے کہ حقائق کے اعتراف سے ہی معاشرہ اپنے ارتقائی سفر میں تیز گام ہوتا ہے ورنہ مسافتیں منفی رخ بھی اختیار کر سکتی ہیں۔ بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی حق کی گفتگو اور دنیا میں نظامِ خلافت کی بہار آجانے کی خواہش نے ان کو منفرد بنا دیا ہے۔ ان کے اندر ایک سلجھے ہوئے فکری اسلامی اسکالر کے نظریات وخیالات کو کتابی شکل میں ڈھالنے کی خواہش ہارٹ یونیورسٹی کے اسلامک اسٹڈیز کے پروفیسر ڈاکٹر ابراہیم ابورابی کے دل میں پیدا ہوئی تاکہ ڈاکٹر اسرار احمد کے نظریات وخیالات کو مغرب کے دانشور طبقے سے متعارف کرایا جائے۔ لہٰذا ڈاکٹر ابورابی اپنی اس خواہش کو عملی جامہ پہنانے کے لئے عیسائی' یہودی' مسلمان اور ایک سکھ اسکالر پر مشتمل 13 رکنی وفد کے ہمراہ جنوری کے پہلے ہفتے میں ڈاکٹر صاحب کے ساتھ ایک راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کے لئے لاہور آئے۔ جہاں لاہور کے شاندار ہوٹل Sun fort میں 10 تا 12 جنوری یہ کانفرنس کامیابی کے ساتھ جاری رہی اور بقول امیر تنظیم اسلامی نارتھ امریکہ برادر مصطفیٰ الترک ایک "Great Success" کے روپ میں سامنے آئی۔ اس راؤنڈ ٹیبل میں روزانہ ڈاکٹر صاحب موصوف کے دو مختلف موضوعات پر مشتمل لیکچرز ہوتے جن کے بعد ان لیکچرز پر انتہائی سیر حاصل گفتگو ڈاکٹر صاحب اور راؤنڈ ٹیبل میں شریک اسکالرز کے درمیان ہوتی۔ ان اسکالرز کے علاوہ اس کانفرنس میں کئی سیشن تنظیمی اور غیر تنظیمی مہمانوں نے بھی اٹینڈ کئے جن میں خواتین کی ایک معقول تعداد نے بھی شرکت کی۔ ایک شخص نے انتہائی سرد رات ایک پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے رہ کر اس لئے بہ اطمینان گزار دی تھی کہ اس کے دوست نے میلوں دور ایک آگ روشن کی ہوئی تھی اور اس نے اپنی نگاہیں اور تصور اس آگ پر مرکوز کر کے گرمی حاصل کر لی تھی۔ یقیناً یہی کیفیت مجھ سمیت ان تمام شرکاء کی رہی ہوگی جنہوں نے گاہے بگاہے اس کانفرنس کے مدلل ومدبر سیشن اٹینڈ کئے اور ڈاکٹر صاحب موصوف کو نزدیک سے دیکھنے اور سننے کا شرف حاصل کیا۔ گو کہ ان تمام اسکالرز کی اکثریت نہ صرف... کہ مغرب کی پروردہ ہے بلکہ ان میں موجود نو مسلم بھی طیرانِ ہوائے مغرب ہی ہیں لیکن اس کے باوجود یہ دلچسپ صورتِ حال بھی سامنے آئی کہ یہ لوگ کئی مقامات پر ڈاکٹر صاحب سے نہ صرف اتفاق کرتے رہے بلکہ اپنی گفتگو سے یہ ظاہر بھی کرتے رہے کہ اگر کوئی الجھن تنظیم کے حوالے سے ان کے ذہنوں میں تھی تو وہ بھی ڈاکٹر صاحب کے لیکچرز سننے اور ان سے بالمشافہ ملاقات نے دور کر ڈالی ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب نے مختلف موضوعات پر انتہائی ذمے داری اور باریک بینی سے جو لیکچرز دیئے وہ بروقت بھی تھے اور برمحل بھی۔

موذن مرحبا! بر وقت بولا
تری آواز مکے اور مدینے

ڈاکٹر صاحب کی یہ کانفرنس اور اس پر شائع ہونے والی کتاب مغرب میں ڈاکٹر صاحب کے ہاتھوں نہ صرف اسلامی ادب وکلچر' تہذیب وتمدن کا جھنڈا پہنچانے میں اہم کردار ادا کرے گی بلکہ میری دعا ہے کہ یہ کفرستان یورپ و امریکہ کی تاریکی میں اسلام کی شمع بھی روشن کر دے۔ یہ ''فکری کانفرنس' وقت کی اہم ضرورت تھی۔ ڈاکٹر صاحب کے لفظ لفظ سے ایک باشعور محبِ دین کی مثبت سوچ' راسخ الاعتقادی' دین سے محبت' قرآن سے آگاہی' مطالعہ کی وسعت اور خواہش تعمیرِ دین کا جذبہ مترشح تھا۔ خاتونِ مسلم کے اسٹیٹس کے حوالے سے دیئے گئے لیکچر کے دوران اپنے شرعی پردے پر انبساط کی جو لہریں میں نے اپنے دل میں اٹھتی محسوس کیں وہی کیفیت باقی تمام مہمان خواتین کی بھی ہوئی جو دورانِ لیکچر موجود تھیں کہ اس میں پیش کردہ نظریات قابل قبول اور تجاویز قابل عمل ہیں۔ بہر حال عمل کی توفیق ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی یہ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس تنظیم اسلامی کے لئے ولولۂ تحریک اور ترغیب کا باعث ہے۔ چونکہ پیش نظر تحریر عقیدت کے ساتھ انہی سے منسوب ہے لہٰذا میں اس کا اختتام ان کے دیئے گئے اس اختتامی خطاب کے چند اقتباسات پر کرنا چاہوں گی جو انہوں نے اس کانفرنس کے کامیاب انعقاد کے بعد قرآن کالج کے خوبصورت آڈیٹوریم میں دیا تھا جہاں ان تمام اسکالرز کے علاوہ خواتین وحضرات کی ایک بڑی تعداد شریک تھی جو ڈاکٹر صاحب اور تمام اسکالرز کے تاثرات سن کر انتہائی محظوظ ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب نے ان تین دنوں پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ''یہ جو ایک تین روزہ کانفرنس منعقد ہوئی ہے اس کی جب پہلی مرتبہ میرے سامنے تجویز آئی تھی تو میں نے صاف کہہ دیا تھا کہ یہ ممکن نہیں ہے کہ میں Academia کا آدمی نہیں ہوں۔ میں نے کوئی پی ایچ ڈی نہیں کئے' نہ میں خاص طور پر سوشل سائنسز میں سے کسی کا طالب علم رہا۔ اب آپ PHD's کو' ڈاکٹرز کو' Dean's کو میرے سامنے لاکر بٹھا دیں یہ درحقیقت مجھ پر بہت بڑی زیادتی ہے۔ لیکن تنظیم اسلامی نارتھ امریکہ کے ساتھیوں کی طرف سے کافی پریشر آیا کہ آپ کو یہ کام کرنا چاہئے۔ اس وفد کے سربراہ ڈاکٹر ابراہیم ابورابی سے بواسطہ بلال کی معرفت میرا تعارف ہو چکا تھا۔ اصل میں ہمارے جو ساتھی ان کے Contact میں آئے ان سے انہوں نے محسوس کیا کہ واقعی کوئی خیال ایسا ہے کہ جس کے بارے میں ضرورت ہے کہ اسے دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ میں تو اپنے خیالات وآراء کے لئے اتنا بڑا لفظ my thought استعمال کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ میں نے انہیں e-mail کے ذریعے مطلع بھی کیا کہ' نہ میں اسکالر ہوں' نہ پروفیسر رہا ہوں' آپ مجھ سے جو کام کرانا چاہتے ہیں اس میدان میں میں نے کبھی قدم نہیں رکھا۔ میرا صرف ایک Claim ہے کہ میں قرآن مجید کا ایک humble طالب علم ہوں البتہ یہ کہ میں نے جو کچھ قرآن سے سمجھا ہے' پھیلانے اور عام کرنے کی کوشش بھی کی ہے۔ اور کیونکہ قرآن کا دعویٰ یہ ہے اور میں اس پر ایمان رکھتا ہوں کہ قرآن انسانی زندگی کے لئے کامل ہدایت نامہ ہے اس کے جملہ پہلوؤں کے اعتبار سے and for all times to come قیامت تک۔ لہٰذا انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو میں نے قرآنِ مجید کی کھڑکیوں سے ضرور سوچا اور دیکھا ہے۔ اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ مختلف aspects جو ہیں انسان کی زندگی کے ان کے ضمن میں کوئی بات کر سکتا ہوں۔ اللہ کا بہت ہی بڑا فضل ہوا ہے کہ میں اپنا مافی الضمیر بیان کر سکا' الحمد للہ اور میں نے کسی بھی لحاظ سے کوئی apalogetic انداز اختیار نہیں کیا۔ جو میرے frank views تھے جس کو انہوں نے سراہا ہے کہ آپ نے ہر بات clear کہی ہے۔ قرآنِ مجید کی بنیاد پر میری ایک سوچ ہے جو پختہ ہے' اس کے دلائل مرتب ہیں لہٰذا میں نے ایک لمحے کی بھی تیاری نہیں کی اور مجھے وقت نہیں ہوئی ہے' میں نے ان لوگوں کو بھی بہت سادہ پایا اور انہوں نے میری باتوں کو غور سے سنا۔ اب میں بہر حال یہ سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کو اس سے کوئی خیر مطلوب ہے۔ اس کانفرنس کا سب سے بڑا کریڈٹ پروفیسر ابراہیم ابورابی کو جاتا ہے۔ انشاء اللہ اس سے خیر برآمد ہوگا۔

میری کامیابی کا راز

حافظ حکیم محمد سعید کی شہادت سے کوئی دو ماہ قبل، راقم نے ان سے انٹرویو لیا تھا جو چھپا بھی تھا۔ دورانِ گفتگو میں نے اُن سے جرأت کر کے یہ سوال کیا، جو اکثر لوگوں کی زبان پر رہتا تھا: ''آپ کی ہر تحریر میں خودستائش ہوتی ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟'' حکیم صاحب نے فرمایا تھا ''آپ کو معلوم ہے، مجھے اپنی تعریف خود کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ میری ہر تحریر کا مخاطب نئی نسل کے نوجوان اور نونہال ہوتے ہیں۔ ایسی تحریروں میں پند و نصیحت اور اصولوں اور نظریوں کا ڈھنڈورا پیٹنے کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ نوجوانوں کو مثالوں کی روشنی میں سمجھانا ہوتا ہے، اس لئے میں اپنی مثال خود پیش کرتا ہوں، کیونکہ میرے قول وفعل میں کوئی تضاد نہیں ہوتا۔ میں جو کچھ لکھتا ہوں اور جو کچھ کاوشیں اپنے دائرہ کار میں کرتا ہوں، اپنی ذات کے لئے نہیں، ان کی خاطر سے کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے جو بھی کامیابی عطا کی ہے، اس کا راز بھی یہی ہے کہ میری حرکت کی تہ میں خدمت خلق کا جذبہ ہوتا ہے''۔

حکیم شہید کی یہ بات عین مین زیر نظر کتاب کے مصنف پر بھی صادق آتی ہے۔ کتاب انگریزی میں ہے، جس کا اردو میں عنوان یہ ہے: ''روحانی اور مادی کاوشوں کے ذریعے انجینئرنگ کے پیشے میں غیر معمولی کامیابی''۔ اس غیر معمولی کامیابی کا راز بھی لوگوں کی بے پایاں خدمت کا بے لوث جذبہ ہے۔ مصنف نے ایک جگہ لکھا ہے: ''خدمت خلق اور ضبطِ نفس کے اس پروگرام نے (جو پوری کتاب میں مرحلہ وار پوری تفصیل سے بیان کیا گیا ہے) مجھے ہرگز کسی مشقت کا احساس نہیں ہونے دیا ہے۔ خدمتِ خلق میں خدا نے تسکین اور طمانیت کوٹ کوٹ کر بھر دی ہے اور اس پر عمل کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ زندگی کی بے حقیقت چیزوں یعنی تعیشات سے بے نیاز کر دیتے ہیں۔ انسان کے جذبات واحساسات ہر وقت ایک ہی سطح پر نہیں رہتے۔ میرے ساتھ بھی یہی معاملہ ہے، لیکن متعدد مواقع پر میں نے اپنے آپ کو دنیا کا خوش نصیب ترین انسان محسوس کیا ہے، ایسا انسان جس کا دامن مراد بھر دیا گیا ہو اور جس کے پاس اس دنیا میں خواہش اور تمنا کرنے کے لئے کوئی بھی عنوان باقی نہ ہو۔ کاش وہ میرے دوست جو معیارِ زندگی کے مسائل ہی میں الجھے رہتے ہیں، کبھی اس عیش کو بھی چکھنے کا اہتمام کریں''۔

مصنف کے نام اور کام سے ہر تعلیم یافتہ پاکستانی خوب واقف ہے۔ محترم اظہار احمد قریشی پاکستان کے مایہ ناز ماہر تعمیرات اور انجینئر ہیں۔ ''تیار چھتوں'' کے موجد ہیں۔ ان کی قائم کردہ پری کاسٹ پری سٹریسڈ کنکریٹ فیکٹری دیکھ کر ہندوستانی انجینئروں نے کہا تھا: ''پورے ہندوستان میں ایسی ایک بھی فیکٹری نہیں ہے''۔ خود مصنف نے 1969ء میں اپنے انگلستان کے دورے کے دوران میں وہاں ایسی متعدد فیکٹریاں دیکھیں۔ ان کے بارے میں لکھتے ہیں: ''میں مکمل طور پر مطمئن ہو گیا کہ جو مال ہم جوہر آباد میں بنا رہے ہیں، وہ انگلینڈ میں بننے والے کسی مال سے کوالٹی کے اعتبار سے کم نہیں ہے''۔

زیر نظر کتاب جناب اظہار احمد قریشی کی خودنوشت ہے، جس میں انہوں نے ادیبوں، شاعروں اور سیاست دانوں کی طرح انشا پردازی اور عبارت آرائی کے چسکے سے کام نہیں لیا، بلکہ اپنی زندگی کے چیدہ چیدہ، عملی اور سبق آموز واقعات اختصار کے ساتھ، سادہ بیانیہ انداز میں تحریر کر دیئے ہیں، جن کے مطالعے سے زندگی کی جدوجہد میں مشغول نوجوانوں کو عزم و ارادے کی تشویق اور قوتِ عمل میں ترغیب و تحریک پیدا ہوتی ہے۔ قریشی صاحب بھی ہمارے عام نوجوانوں کی طرح حصار (مشرقی پنجاب) کے ایک متوسط گھرانے میں 1927ء میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد صاحب ڈپٹی کمشنر حصار کے دفتر میں کلرک تھے اور تنگی ترشی کے ساتھ چار بیٹوں اور تین بیٹیوں کے ساتھ زندگی بسر کر رہے تھے۔ (ان کے ایک فرزند اسرار احمد نے طب کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد دعوت رجوع الی القرآن کا پرچم بلند کیا اور ''تنظیم اسلامی'' قائم کی)۔ اظہار صاحب نے گورنمنٹ ہائی سکول حصار سے 1941ء میں فرسٹ ڈویژن کے ساتھ میٹرک پاس کیا۔ 1943ء میں سول انجینئرنگ کا آخری امتحان مغربی پنجاب میں اول آ کر پاس کیا۔ تحریک پاکستان اور بعد ازاں تحریک ہجرت میں دوسرے طلبہ کے ساتھ خدمات انجام دیں۔ 1948ء سے 1960ء تک مختلف صنعتی اداروں اور کارخانوں میں ملازمت کی، جن میں خاص خاص یہ ہیں: سیمنٹ فیکٹری چھتک، ضلع سلہٹ، مشرقی پاکستان، زیل پاک سیمنٹ فیکٹری، ساہیوال، پی آئی ڈی سی پنسلین فیکٹری، داؤد خیل، کراچی شپ یارڈ، بوریوالا ٹیکسٹائل ملز، گل احمد ٹیکسٹائل ملز، شوگر ملز جھنگ، آدم جی کے چار منصوبوں واقع نوشہرہ، واہ کینٹ، دریا خان اور کراچی۔ آخری ملازمت پی آئی ڈی سی میں نیچرل گیس فرٹیلائزر فیکٹری، ملتان میں بطور انچارج تھی۔ ان ملازمتوں کے دوران میں صنعت وحرفت کی معروف شخصیات مثلاً غلام فاروق صاحب (چیئرمین پی آئی ڈی سی)، سیٹھ داؤد عثمان سلیمان (مینیجنگ ڈائریکٹر، بورے والا ٹیکسٹائل ملز)، سید ظفر الاحسن (چیئرمین تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی) اور معروف صنعت کار یوسف ایچ شیرازی اور میاں محمد منشا (مسلم کمرشل بینک لمیٹڈ کے چیئرمین) سے ذاتی دوستی کی حد تک تعلقات استوار ہوئے۔

جناب اظہار احمد قریشی کا اصل اور ایجادی کارنامہ کنکریٹ ''تیار چھتوں'' کی تعمیر ہے۔ اس کام کے لئے انہوں نے ریسرچ، مرکزی ورکشاپ اور فیکٹری کے لئے جوہر آباد کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا۔ جوہر آباد ورکشاپ میں بڑے پیمانے پر پری کاسٹنگ اور پری سٹرینگ پر مکمل اور تفصیلی ریسرچ کا کام کیا اور ان دونوں طریقوں سے کنکریٹ کی صنعت میں اپنے ملکی حالات کے مطابق کام مکمل کرنے کے طریقے ایجاد کئے۔ یہ کام بعد میں پورے ملک میں ''اظہار گروپ'' کے نام سے پورے ملک کے طول وعرض میں متعارف ومشہور ہو گیا۔

قریشی صاحب نے سیاست میں بھی حصہ لیا اور 1970ء میں جماعت اسلامی کی دعوت پر حلقہ خوشاب سے مرکزی اسمبلی کی نشست کے لئے الیکشن لڑا۔ سماجی بہبود کے کاموں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے، جن کی تفصیل جاننے کے لئے اس سرسری تبصرے کی بجائے کتاب کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ کتاب کے مطالعے ہی سے یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ تیار چھتوں کی صنعت کتنی مفید مگر کتنی مشکل چیز ہے۔ یہ کتاب ''اظہار گروپ آف کمپنیز'' کے زیر اہتمام آرٹ پیپر پر، بڑی نفاست کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔ قیمت 150 روپے ہے۔ ملنے کا پتہ یہ ہے:

35 ٹیپو بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

(تبصرہ نگار: سید قاسم محمود)

آئندہ شمارے میں
جناب لطف الرحمٰن خان کی نئی کتاب
جینے کا سلیقہ
(تبصرہ پیش ہوگا)

تنظیم اسلامی ٹوبہ کا ایک روزہ دعوتی وتربیتی پروگرام

یکم جنوری کو مقامی تنظیم کے اجلاس میں مشاورت کے بعد فیصلہ کیا گیا کہ 16 جنوری بروز جمعۃ المبارک امیر حلقہ پنجاب وسطی مختار حسین فاروقی صاحب کے ماہانہ دعوتی خطابات کے ساتھ شب بسری کا پروگرام بھی رکھا جائے۔ مذکورہ تاریخ کو قاسمیہ مسجد فیض کالونی' ٹوبہ میں فاروقی صاحب نے جمعہ کے اجتماع سے خطاب فرمایا۔ آپ نے ارکانِ اسلام کا ذکر کرتے ہوئے حج بیت اللہ اور قربانی کی وضاحت حضرت ابراہیمؑ کی زندگی کے حوالے سے کی۔ ایک سو سے زائد احباب نے اس خطاب کو سنا۔ نماز مغرب کے بعد فاروقی صاحب کا ایک خصوصی خطاب لاثانی ہوٹل میں طے کیا گیا تھا۔ خطاب کا عنوان تھا ''فلسفہ قربانی''۔ اس پروگرام کی تشہیر میں تمام رفقاء نے بھرپور محنت کی۔ ایک ہزار کی تعداد میں پمفلٹ چھپوا کر مختلف مساجد میں آویزاں کیے گئے اور احباب میں تقسیم کیے گئے۔ محترم فاروقی صاحب چونکہ اس شہر میں سابقہ دعوتی وتبلیغی پروگراموں کی وجہ سے خوب متعارف ہیں لہٰذا وقت مقررہ سے پہلے ہی لوگ لاثانی ہوٹل میں جمع ہونے لگے۔ آپ نے سورۃ الملک کی ایک آیت کے حوالے سے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے موت وحیات کا سلسلہ ہماری آزمائش کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ ایمان کا تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور تقرب کے لئے انسان اپنی ہر محبوب چیز کی قربانی کے لئے تیار رہے۔ فاروقی صاحب نے امام الناس حضرت ابراہیمؑ کی زندگی کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ آپؑ پوری زندگی میں کئی آزمائشوں سے دوچار ہوئے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں اپنے بیٹے اسمٰعیل کو قربان کرنے کے لئے آمادہ ہوگئے۔ گویا اللہ کے حکم پر دونوں باپ بیٹے نے سرِ تسلیم خم کردیا۔ ان آزمائشوں میں کامیابی پر اللہ تعالیٰ نے انہیں امام الناس بنادیا اور ان کی دعا کی قبولیت انکی اولاد یعنی بنی اسمٰعیل سے نبی آخرالزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی صورت میں ظاہر ہوئی۔ فاروقی صاحب نے اپنی گفتگو کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے بتایا کہ محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب ہدایت یعنی قرآن مجید کے پیغام کو بنی نوع انسان تک پہنچانے کے لئے ہر صاحب ایمان کو جان و مال کی قربانی دینا ہوگی۔ تقریباً ایک گھنٹے کے اس خطاب کو کم وبیش 125 احباب نے بڑی توجہ اور انہماک سے سنا۔

نمازِ عشاء کے بعد شب بسری کے پروگرام میں رفقائے تنظیم میں سے محمد نواز صاحب نے درس قرآن اور عبدالغفار صاحب نے درس حدیث دیا۔ پروفیسر امان اللہ خان صاحب نے دینی فرائض کے جامع تصور پر گفتگو کی۔ طعام اور چائے کے وقفے کے بعد مسنون دعاؤں کا ترجمہ کے ساتھ اعادہ کیا گیا۔ یوں رات ساڑھے دس بجے تک رفیق تنظیم محمد نواز صاحب کی رہائش گاہ کے ایک حصے میں مقامی رفقاء کے علاوہ جھنگ کے تین رفیق بھی امیر حلقہ کی موجودگی میں اس تربیتی شب بسری سے استفادہ کرتے رہے۔ صبح نماز فجر سے پہلے انفرادی نوافل کے لئے بیدار ہوئے۔ فاروقی صاحب کی امامت میں نماز فجر ادا کی۔ بعد ازاں فاروقی صاحب نے سورۃ فاتحہ پر درس دیا۔ آخر میں دعا ہوئی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دینی فرائض کا شعور بخشے اور ان کی ادائیگی کی توفیق بخشے اس دعا کے ساتھ شب بسری اور ایک روزہ دعوتی وتبلیغی پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (راقم: پروفیسر خلیل الرحمٰن امیر تنظیم اسلامی ٹوبہ ٹیک سنگھ)

محترمہ امۃ المعطی صاحبہ کا دورۂ کراچی

نائب ناظمہ علیاء اور بانیٔ تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی صاحبزادی محترمہ امۃ المعطی صاحبہ نے گزشتہ دنوں شہر کراچی کا دورہ کیا۔ تنظیمی اعتبار سے محترمہ امت المعطی صاحبہ نے تین اہم پروگراموں میں شرکت کی جس کی روداد زیرِ بیان ہے۔ سب سے اہم پروگرام جس میں رفیقات کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی گلشن آفس میں منعقد ہوا۔ محترمہ معطی صاحبہ نے 26 دسمبر بروز جمعۃ المبارک رفیقات سے خطاب کیا۔ محترمہ عائشہ انوار علی نے سورۃ الصف کے آخری رکوع کی تلاوت کی۔ محترمہ ناہید بنت الیقین صاحبہ نے محترمہ امۃ المعطی صاحبہ کا تعارف کرایا اور مائک سنبھالنے کی دعوت دی۔ امت المعطی صاحبہ نے سورۂ شوریٰ کی آیات 36 سے 43 اور سورۂ آل عمران کی آیات 102-103 اور سورۂ فتح کی آیت نمبر 28 تلاوت فرمائی۔ ان آیاتِ کریمہ کی تلاوت کے بعد انہوں نے آیات کے حوالے سے فرمایا کہ ایک بندۂ مومن کو حب دنیا اپنے دل سے کھرچ کھرچ کر نکال دینی چاہئے۔ اگر حب دنیا و حب مال ابھی بھی ہمارے قلوب واذہان میں موجود ہے تو ہم ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتے۔ ہمیں اپنی دلی کیفیات کا جائزہ لینا چاہئے کہ ہمارے دل سے دنیا کی محبت کم ہوئی ہے یا بدستور موجود ہے۔ ہمارے لئے اسوۂ کامل محمد کریم ﷺ کی ذات ہے اور پیارے نبی کا اتباع ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بنادے گا۔ موجودہ حالات کے حوالے سے بات کرتے ہوئے معطی صاحبہ نے اس بات پر زور دیا کہ یہود وہنود اپنی سازش میں کامیاب ہو رہے ہیں۔ بحیثیت امت ہمارے گھروں سے حیا کا جنازہ اٹھ گیا ہے۔ انہوں نے رفیقات کو محبت کے ساتھ نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں تقویٰ کی راہ اختیار کرنی ہے۔ رفیقات شرعی پردہ کی پابندی اور رسومات سے اجتناب کو اپنے اوپر لازم کرلیں۔ دعا پر اس پروگرام کا اختتام ہوا۔

دوسرا پروگرام ''ایک سالہ قرآن فہمی کورس کی تقریب تقسیم اسناد'' تھا جو مورخہ 27 دسمبر بروز ہفتہ نوبل پوائنٹ ہال میں منعقد ہوا۔ اس ایک سالہ کورس کا انعقاد تنظیم اسلامی کے آفس حق اسکوائر گلشن اقبال میں ہوا تھا۔ رفیقات کی ان تھک محنت اور توجہ سے قرآن کریم کی یہ خدمت انجام دی گئی۔ محترمہ ناہید بنت الیقین' محترمہ یاسمین نسیم صاحبہ اور محترمہ رشیدہ ہاشم کی زیر نگرانی یہ کورس تکمیل کو پہنچا۔ محترمہ کوثر اعجاز صاحبہ نے نہایت شوق اور جذبے کے ساتھ منتخب نصاب پڑھایا۔ محترمہ خورشید صاحبہ نے عربی گرامر' محترمہ زیرک فریس صاحبہ نے لٹریچر اور محترمہ ناہیت بنت الیقین صاحبہ نے سیرت اور محترمہ شمع اور محترمہ حفیظہ خالد نے تجوید پڑھائی۔ اللہ سب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ تقسیم اسناد کے اس پروگرام کا آغاز 11 بجے دن ہوا۔ محترمہ عائشہ انور علی نے تلاوتِ قرآن کریم کی سعادت حاصل کی۔ کورس کرنے والی طالبات فائزہ' صالحہ ربانی' بلقیس فاطمہ اور شمع نے بھی تلاوت فرمائی۔ کمپیئرنگ کے فرائض محترمہ ناہید بنت الیقین نے انجام دیئے۔ انہوں نے معطی صاحبہ کو اپنے قیمتی خیالات کے اظہار کی دعوت دی۔ معطی صاحبہ نے سورۂ حشر کے آخری رکوع کی تلاوت فرمائی اور اس کے ضمن میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ پیدائشی مسلمان ہونا کافی نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم ہے کہ ہم ایک مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئے ہیں انہوں نے حدیث رسول کریم کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر بچے کو فطرت کے دین پر پیدا کرتے ہیں اس کے ماں باپ اس کو صحیح یا غلط راستے پر ڈال دیتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ دل میں ایمان کی شمع کو مزید بڑھانا ہے اور اللہ کی مکمل اطاعت کرنی ہے۔ بندۂ مومن کی زندگی کا مقصد اللہ کی رضا ہے۔ ایمان کے حصول کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے۔ انہوں نے تقویٰ کا مفہوم بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہر وقت یہ احساس دل میں رہے کہ اللہ کی ناراضگی سے بچنا ہے۔

اپنے خطاب کے بعد محترمہ معطی صاحبہ نے ''نظم'' مکافاتِ عمل پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد تقسیم اسناد کا سیشن شروع ہوا۔ اول انعام محترمہ شمع غیاث صاحبہ جنہوں نے عملاً تو اس ایک سالہ کورس میں بحیثیت تجوید کی استاد کے طور پر حصہ لیا تھا مگر پھر پورا کورس کیا اور بیعت کرکے تنظیم میں شمولیت اختیار کی۔ دوئم رفیقہ تنظیم حنا عبدالرحمٰن اور سوئم ندا حنیف اور ڈاکٹر نرگس اقبال صاحبہ تھیں۔ اسناد حاصل کرنے کے بعد طالبات نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ ٹیچرز کی محبت اور محنت کو سراہا اور بتایا کہ اس قرآن فہمی کورس نے ہم سب کو علم کے ساتھ ساتھ عمل کی ترغیب بھی دلائی ہے۔

تیسرا پروگرام اسی روز شام کو معتمدہ محترمہ رضیہ ہارون صاحبہ کے گھر ہوا۔ امۃ المعطی صاحبہ کو مدعو کیا گیا۔ اس دعوت میں اسرہ جمشید روڈ کی 12 رفیقات شریک تھیں۔ محترمہ نائب ناظمہ علیاء محترمہ رشیدہ ہاشم صاحبہ کے ساتھ تشریف لائیں۔ نماز مغرب ادا کرنے کے بعد چائے کے ساتھ غیر رسمی گفتگو ہوتی رہی۔ رفیقات نے معطی صاحبہ سے سوالات بھی کیے۔ محترمہ معطی صاحبہ نے رفیقات سے کہا کہ سب محبت کے ساتھ ہمدردانہ طریقے سے حق کی راہ پر چلتے رہیں اور اللہ سے اجر کی امید رکھیں۔

رات کا کھانا بھی رفیقات نے اکٹھے کھایا۔ معطی صاحبہ کے خلوص اور محبت نے سب کو بہت متاثر کیا۔

امید ہے کہ ان کی آمد سے یقیناً رفیقات میں ولولہ وجوش پیدا ہوگا۔ ہم ان کی کراچی آمد کے ⇦

وقفے میں کمی کی بھی دعا کرتے ہیں تا کہ ہم زیادہ سے زیادہ ان کی صحبت سے فیض یاب ہوسکیں۔

اس کورس میں مجموعی تعداد طالبات 90 تھیں جن میں سے 40 نے مکمل اور 30 نے چند مضامین مکمل کئے اور باقی خواتین Listener کے طور پر آتی رہیں۔ تقریباً 10 خواتین بیعت کر کے شاملِ قافلہ ہوئیں۔ اس کورس سے تنظیم اسلامی حلقہ خواتین کو اگلے سال کے لئے بہترین ٹیچرز بھی حاصل ہوئیں۔ (الحمدللہ) (آمین) (رپورٹ: بنت محمد علی ابراہیم' کراچی)

تنظیم اسلامی کراچی شمالی کا ماہانہ تنظیمی پروگرام

یہ پروگرام ہر مہینے کے چوتھے اتوار کو دفتر تنظیم اسلامی واقع نارتھ ناظم آباد' کراچی میں نماز فجر کے آدھے گھنٹے بعد منعقد ہوتا ہے۔ حسب معمول یہ پروگرام 25 جنوری کی صبح شروع ہوا۔ سب سے پہلے تنظیم کے معتمد نوید مزمل نے سورۃ الصف کے دوسرے رکوع پر درس دیا جس میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی رہنمائی اس تجارت کی جناب دلائی ہے جو آخرت کی زندگی میں انہیں عذاب الیم سے چھٹکارہ دلا سکتا ہے اور وہ یہ کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر پختہ ایمان رکھا جائے اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اس کی راہ میں جہاد کیا جائے۔ اسی بات کی دعوت انبیاء کرام دیتے چلے آئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم اسی جہاد کی ادائیگی کے لئے تنظیم اسلامی میں شامل ہوئے ہیں۔ اب ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ جہاد فی سبیل اللہ کے جو تقاضے اللہ تعالیٰ نے اس رکوع میں بیان فرمائے ہیں کیا ہم انہیں پورا کر رہے ہیں۔ ہمیں اپنے اوقات اور اپنی صلاحیتیں بھی اس راہ میں لگانی ہیں اور انفاق مال بھی کرنا ہے اس کے بعد محمد عبدالمقتدر صاحب نے مطالعۂ حدیث کروایا۔ انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کے اس ارشاد مبارکہ کی تذکیر فرمائی جس میں آپؐ نے آپس میں سلام کے فروغ کو محبتوں میں اضافے کا ذریعہ بتایا ہے۔ بعدازاں' اختر ندیم صاحب نے مطالعۂ لٹریچر کے ضمن میں ''نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں'' نامی کتابچہ کے مطالعہ کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں سب سے پہلے تو یہ طے کرنا ہے کہ اس مطالعہ کا مقصد کیا ہے۔ اس بات پر سب متفق تھے کہ اس مطالعہ کا مقصد تذکیر کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو اس کے لئے تیار کرنا ہے کہ اس موضوع پر ہم دوسروں کو دعوت پیش کرسکیں۔ اختر ندیم صاحب نے بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا کہ کسی بھی تحریر کے مطالعے کا آغاز کرتے ہوئے ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ یہ تحریر کب لکھی گئی اور کس پس منظر میں لکھی گئی۔ یہ اس لئے ضروری ہے کہ انسان کے فکر میں ارتقاء ہوتا رہتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ تحریر دراصل اس تقریر پر مبنی ہے جو 1973ء میں بانی محترم نے ماہ ربیع الاول کے دوران کی تھی۔ ابتداہی میں انہوں نے ماہ ربیع الاول کے دوران مروج نبی اکرم ﷺ سے اظہار عقیدت کے مظاہر پر کوئی تنقید نہیں کہ اس طرح مخاطبین میں ایک منفی ردعمل پیدا ہونے کا امکان تھا لہٰذا انہوں نے مخاطبین کی توجہ اس بات کی جانب مبذول فرمائی کہ ہمیں غور کرنا چاہئے کہ کیا نبی اکرم ﷺ سے تعلق کے اظہار کے لئے یہ ذرائع کافی ہیں۔ اس حوالے سے انہیں دعوت دی کہ قرآن کریم سے اس بارے میں رجوع کیا جائے۔ ظاہر ہے کہ دینی تعلیمات کا منبع و سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہدایت ہی ہوسکتی ہے۔ اس بارے میں کسی کو کوئی اختلاف ہو ہی نہیں سکتا۔ اس کے بعد انہوں نے مخاطبین کی توجہ سورۃ الاعراف کی آیت نمبر 157 کے آخری جزو کی طرف دلائی جس میں چار باتیں نبی اکرم ﷺ سے تعلق کی بنیادیں قرار دی گئی ہیں 1۔ آپؐ پر ایمان 2۔ آپ کی توقیر 3۔ آپ کی نصرت اور 4۔ جو نور آپؐ پر نازل کیا گیا ہے یعنی قرآن کریم کا اتباع۔ اختر ندیم صاحب نے کہا کہ ہمارے لئے ضروری ہے کہ دعوت پیش کرتے ہوئے قرآنی آیات کی نہ صرف درست تلاوت کریں بلکہ اس کا صحیح حوالہ نمبر بھی دیں۔ مثلاً موضوع کے حوالے سے آیت کے صرف ایک جز کی تلاوت کی گئی لہٰذا حوالہ بھی اسی طرح دیا جانا چاہئے اس لئے کہ محفل میں آپ سے بھی قرآن کا زیادہ علم رکھنے والے ہوسکتے ہیں۔ اپنی گفتگو کے اختتام پر انہوں نے رفقاء کو یہ ہدف دیا کہ وہ مذکورہ آیت کو آئندہ کی نشست کے لئے زبانی یاد کر کے بھی آئیں اور پیشگی مطالعہ بھی کریں تا کہ تمام پہلوؤں پر سیر حاصل گفتگو ہوسکے۔ اس کے بعد امیر تنظیم سید اظہر ریاض صاحب نے رفقاء کی توجہ اس طرف مبذول کروائی کہ ہم نے درس قرآن میں یہ سمجھا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنے اوقات اور مال اس کی راہ میں لگائیں لیکن صورت حال یہ ہے کہ اس اجتماع میں حاضر رفقاء کی تعداد کل تعداد کا پچاس فیصد بھی نہیں۔ انفاق مال کی صورتحال بھی کچھ اس سے بہتر نہیں۔ لہٰذا ہمیں یہ جائزہ لینا چاہئے کہ کہیں ہم قرآن کے اس وعید کی مصداق تو نہیں بن رہے ہیں جس میں فرمایا گیا ہے کہ اے اہل ایمان وہ بات کہتے کیوں ہو جو کرتے نہیں۔ کیا اس طرح ہم اللہ تعالیٰ کو اپنے آپ سے بیزار نہیں کر رہے۔ اجتماعات میں شرکت کا مقصد صرف سننا سنانا نہیں بلکہ عمل کرنا بھی ہے۔ ہمیں اپنی کوتاہیوں پر اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرتے رہنا چاہئے۔ اس کے بعد انہوں نے نظم بالا سے ملنے والی اطلاعات رفقاء تک پہنچائیں۔ آخر میں رفقاء کے لئے ناشتہ کا اہتمام تھا۔ (رپورٹ: سیف الرحمٰن' رفیق تنظیم اسلامی کراچی شمالی)

ایک توجہ طلب مسئلہ

امیر محترم جناب حافظ سعید صاحب!

میں تنظیم اسلامی کا رفیق آج ایک اہم اور قابل توجہ طلب مسئلہ کی طرف مبذول کرانے کی ادنیٰ سی کوشش اور جسارت کر رہا ہوں۔ تنظیم اسلامی میں شمولیت کے بعد ہر رفیق اور رفیقہ کی ہر ممکن طریقے سے خواہ وہ درس قرآن ہو یا اور کوئی محفل ہو یہ بات سمجھانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ وہ منکرات اور غیر شرعی احکامات اور وہ رسومات جن کی قرآن اور سنت کی طرف سے ممانعت ہے اس سے بچنے کی کوشش کریں۔

اب اگر ایک بندہ پابندی کے سامنے حق بات سامنے آجاتی ہے اور وہ ہدایت کی روشنی پا کر اس پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتا ہے اور اس کی راہ میں اس کو جو مشکلات اور دشواریاں پیش آتی ہیں وہ وہی بہتر سمجھتا ہے۔ میں یہاں خاص طور سے ان رفیقات کا تذکرہ کرنا چاہوں گا جنہوں نے حق کو پا کر تنظیم میں شمولیت اختیار کی اور اپنے گھر والوں' عزیزوں اور رشتہ داروں کے باوجود مخالفت کے اس راہ سے ہٹنا تو کجا وہ اس راہ میں اور سختی کے ساتھ ڈٹ گئیں۔ ان کو بنیاد پرست کہا جاتا ہے۔ پرائی عورتوں کا حوالہ دیا جاتا ہے اور اگر غیر شادی شدہ رفیقہ ہے تو اس کو رشتہ نہ ملنے کا ڈر اور دھمکی دی جاتی ہے۔ رشتہ داروں کا سوشل بائیکاٹ کیا جاتا ہے مگر ان سب کے باوجود وہ اور سخت ہو جاتی ہے تو اس کے گارجین تھک ہار کر پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ ایسے میں پھر اس کے لئے رشتہ ڈھونڈا جاتا ہے مگر جو اس مکتبہ فکر سے متفق نہیں ہیں وہ تو ایسی رفیقات کو اپنے گھر بیاہ کرلانے سے صاف انکار کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کو اپنے گھر کا ماحول خراب نہیں کرنا ہے جو شرعی پردہ کرتی ہو اپنے دیوروں اور کزنوں کے سامنے نہ آتی ہو۔ پھر اس کے بعد نظر تنظیم کے رفیقوں کی طرف جاتی ہے اور تنظیم کے رفیقوں کی بھی یہی خواہش ہوتی ہے کہ ان کی شریک حیات تنظیم سے ہو' دینی مزاج کی ہو مگر یہاں پر قابل ذکر توجہ پہلو یہ ہے کہ اس مسئلے پر وہ فکری لحاظ سے اتنے مضبوط نہیں ہوتے اور نہ تنظیم کی طرف سے اس سلسلے میں کوئی پیش رفت ہے۔ بات گھر والوں کی طرف ڈال دی جاتی ہے' بچیاں دیکھنے دکھانے کا سلسلہ شروع ہوتا ہے پھر کسی کو رنگ پسند نہیں' کسی کا قد لمبا ہے' کسی کی عمر زیادہ ہے' کسی کا گھرانہ زیادہ پڑھا لکھا نہیں ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ سارے اعتراض کیا ہیں؟ ہم کس طرف جا رہے ہیں خدارا یہ سوچا جائے کہ اس طرح کی باتیں کر کے ہم ان رفیقات اور ان کے والدین کو کس کرب سے دوچار کر رہے ہیں جو پہلے ہی تنظیم میں شمولیت کی پاداش میں امتحانات کا سامنا کر رہے ہیں۔ ہمارا عملی کردار تو یہ ہونا چاہئے کہ تنظیم کے رفیقوں کو سب سے پہلے رفیقات کو ترجیح دینا چاہئے۔ عملی طور پر' ورنہ پھر ہم میں اور دوسرے لوگوں میں کیا فرق رہ جائے گا اور پھر کچھ کمزور قسم کے لوگ اس راستہ اور فکر کو چھوڑ کر دنیا کی طرف آتے ہیں تو اس کا گناہ کس کی طرف جائے گا؟ یقیناً ان کے اس عمل کے ہم بھی ذمہ دار ہوں گے۔ دنیا ایک متاع ہے اور بہترین متاع نیک عورت ہے' نہ کہ رنگ و نسل قد اور کاٹھ۔ حوصلہ افزا بات یہ ہے کہ ہماری تنظیم میں ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے سب کچھ چھوڑ کر تنظیم کی رفیقات کو ترجیح دی اور ماشاء اللہ خوشگوار ازدواجی زندگی گزار رہے ہیں۔ جزاک الله.

والسلام

ابوذر ہاشمی

سہ روزہ پروگرام ٹوبہ ٹیک سنگھ اور شورکوٹ

امیر حلقہ وسطی پنجاب کے مشورہ سے ٹوبہ ٹیک سنگھ اور شورکوٹ کینٹ میں سہ روزہ پروگرام تشکیل دیا گیا اور مختلف مساجد میں خطاب جمعہ' خطاب و درس کے لئے دوستوں نے اجازت حاصل کی۔ مرکزی ناظم دعوت رحمت اللہ بٹر صاحب' معاون ناظم دعوت محمد اشرف وصی صاحب' عبدالرب کاشف صاحب' طارق سلیم صاحب لاہور سے شکیل احمد پنڈی گھیپ' پروفیسر خان محمد صاحب' ملک

احسان الٰہی صاحب' محمد نذیر فاروق صاحب' مختار احمد صاحب' محمد اشفاق نذیر فاروقی' محمد رمضان صاحب (حبیب) فیصل آباد سے' راقم گوجرہ سے' عبدالغفار صاحب اور ٹوبہ کے تمام رفقاء نے مکمل شرکت کی۔ رہائش کے لئے الھدیٰ لائبریری ہی کو منتخب کیا' شورکوٹ سے میجر (ر) محمد احسن صاحب نے شرکت کی۔

جزوی شرکت کرنے والے رفقاء واحباب

مختار حسین فاروقی صاحب (امیر حلقہ)' پروفیسر خلیل الرحمٰن' محمد نواز صاحب' مرزا نوید صاحب' محمد یٰسین صاحب' ملک محمد ریاض صاحب' پروفیسر امان اللہ خان صاحب' عبدالرحمٰن صاحب' اللہ نور خان صاحب جھنگ سے تشریف لائے۔ پروگرام کا آغاز خطابات جمعہ سے شروع ہوا۔ رحمت اللہ بٹر صاحب' پروفیسر خان محمد صاحب' محمد فاروق نذیر صاحب نے ٹوبہ میں ملک احسان الٰہی صاحب کا چک نمبر 309 گ ب میں چار مقامات پر 300 افراد کے سامنے دعوت رکھی۔ کھانے کے بعد مشورہ ہوا اور مختلف جگہوں پر ڈیوٹی لگائی گئی۔ عصر کے بعد ملک احسان الٰہی صاحب نے مسجد اللہ والی شورکوٹ کینٹ میں دعوت رکھی۔ 40 افراد تشریف فرما تھے اور ٹوبہ میں عبدالرب کاشف نے مسجد غلہ منڈی ٹوبہ میں خطاب کیا۔ 15 افراد شریک رہے۔

مغرب کے بعد فاروق صاحب نے مسجد گوبند پورہ ٹوبہ میں' پروفیسر خان محمد صاحب رہائش زاہد جاوید صاحب ٹوبہ میں 35 افراد کو خطاب کیا۔ شورکوٹ کینٹ میں محمد اشرف وصی نے افسران و احباب کے سامنے ایک گھنٹہ میں مکمل دعوت سامنے رکھی۔ جس کا بندوبست جناب انجینئر عاطف صاحب نے فرمایا تھا۔ چھوٹی سی مسجد پوری طرح بھری ہوئی تھی۔

عشاء کے بعد مختار صاحب نے مسجد چڑا منڈی میں خطاب کیا۔ 15 افراد نے شرکت کی۔

ہفتہ والے دن 3 مساجد میں خطاب ہوا تقریباً 0" افراد کے سامنے دین کے حوالہ سے بات کی۔ رحمت اللہ بٹر صاحب' فاروق صاحب' ملک احسان صاحب نے 10 بجے سے 12 بجے وصی صاحب کا مذاکرہ کروایا۔ فکرِ تنظیم اسلامی کے حوالے سے 12 بجے خصوصی خطاب اسلامیہ کالج' جھنگ روڈ میں 200 طلبہ کے سامنے پروفیسر خان محمد صاحب نے غلبہ اسلام اور دینی فرائض کے حوالہ سے بات رکھی۔ 12 سے ایک بجے تک دو دو کی چھ ٹولیوں میں رفقاء نے شہر میں گشت کیا اور تنظیم کے کتابچے لوگوں کو دیئے گئے۔ 3 بجے امیر حلقہ مختار حسین فاروقی صاحب نے ذاتی عبادات کے حوالے سے گفتگو کی۔

نمازِ عصر کے بعد 3 مساجد میں 75 افراد کے سامنے دعوت کے حوالہ سے گفتگو فرمائی۔

نمازِ مغرب کے بعد بٹر صاحب اور وصی صاحب نے دو مختلف مقامات پر دعوت دین 50 افراد کے سامنے رکھی۔

نمازِ عشاء' بٹر صاحب' پروفیسر خان محمد صاحب' ملک محمد احسان صاحب' محمد اشرف وصی صاحب' فاروق نذیر صاحب نے 5 مساجد میں 150 افراد کے سامنے خطاب کیا۔

اتوار کو نمازِ فجر کے بعد ساتھیوں نے 5 مساجد میں تقریباً 120 افراد کے سامنے خطاب و درس دیئے۔ ناشتے سے فراغت کے بعد رفقاء قرآن اکیڈمی جھنگ گئے اور واپسی 11 بجے کے قریب ہوئی۔ 11 بجے سے ایک بجے تک منہج انقلاب نبویؐ کے موضوع پر مذاکرہ ہوا۔ نمازِ ظہر کے وقت رفقاء سے تاثرات لئے اور کھانے کے بعد تمام ساتھی گھروں کو واپس ہوئے' ماسوائے رحمت اللہ بٹر صاحب کے کیونکہ انہوں نے مرکزی جامع مسجد میں عصر کے بعد خطاب کرنا تھا۔ آخر میں میری دعا ہے کہ اللہ رب العزت اس حقیر سی مساعی کو شرف قبول فرمائے اور لوگوں کے سینے کھولے۔ اس تمام پروگرام میں جن رفقاء واحباب نے مالی' جسمانی تعاون کیا اللہ تعالیٰ ان کو جزاء خیر عطا فرمائے۔ (آمین) (رپورٹ: غلام نبی)

خطبہ جمعہ (وزیرآباد)

16 جنوری کو چوہدری رحمت اللہ بٹر صاحب وزیرآباد تشریف لائے۔ آپ نے مسجد بیت العتیق میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ خطاب سیرت رسول ﷺ کے موضوع پر تھا۔ چوہدری صاحب نے انفرادی واجتماعی ذمہ داریوں کا ذکر کیا کہ ہم اگر نبی اکرم ﷺ کو اپنا ہادی اور رہنما تسلیم کرتے ہیں تو ان کے نقش قدم پر چل کر اس نظام کو قائم کرنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے جو ہمیں وہ قائم کر کے دے گئے تھے۔ معاشرتی سطح پر مساوات' معاشی سطح پر امانت کا تصور اور سیاسی سطح پر خلافت کا تفصیل سے ذکر کیا۔ گفتگو ماشاء اللہ علمی تھی۔ نماز کے بعد کتابچہ ''مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق'' تقسیم کیا گیا۔ (راقم ومیزبان خادم حسین' ناظم تربیت حلقہ گوجرانوالہ)

سہ روزہ پروگرام کے بارے میں تاثرات

السلام علیکم کے بعد عرض ہے کہ میں نے اپنے دوست محمد فاروق نذیر کی ترغیب کے ساتھ سہ روزہ پروگرام میں شرکت کی۔ میں نے محسوس کیا کہ یہ واقعی ایک انقلابی جماعت ہے۔ اس کا دعوتی' اصلاحی پروگرام' مذاکرہ اور لوگوں کے ساتھ میل جول اور آپس میں تربیتی پروگرام انتہائی اچھا اور پراثر ہے اور مجھے امید ہے اور میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس جماعت کو بہت ترقی دے اور اس کے پروگرام کو کامیاب وکامران کرے۔ آمین

آپ کا خیر اندیش
محمد رمضان' فیصل آباد

(2)

میں نے سہ روزہ پروگرام میں شرکت کی ہے جو کہ تنظیم اسلامی ٹوبہ ٹیک سنگھ کے تحت تھا۔ میں نے اس پروگرام میں بہت کچھ سیکھا ہے اور یہ جماعت خالصتاً دینی جماعت ہے اور صرف دین کی سربلندی کے لئے کام کر رہی ہے۔ جن لوگوں کے ذہن میں کوئی منفی بات ہے۔ اس تنظیم کے سلسلے میں تو یہ سراسر غلط فہمی ہے۔ میں دیگر لوگوں سے بھی گزارش کروں گا کہ وہ تنظیم اسلامی کی دعوت پر غور کریں اور اپنی آخرت سنوارنے کی فکر کریں اور اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے کام کریں۔ میں نے اس میں شرکت کی ہے۔ لہٰذا میری کوشش ہوگی کہ اللہ پاک مجھے زیادہ سے زیادہ وقت لگانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (طارق سلیم بٹ' مبتدی رفیق حلقہ لاہور)

ہفت روزہ مبتدی تربیت گاہ

18 جنوری تا 24 جنوری

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی گڑھی شاہو لاہور میں اس تربیت گاہ کا آغاز 18 جنوری بروز اتوار بعد نمازِ عصر ہوا۔ ناظم تربیت محمد شاہد اسلم صاحب نے افتتاحی کلمات میں تربیت گاہ کا مقصد اور پروگرام واضح کیا۔ ہفتہ بھر معمول یہ رہا کہ رفقاء کو تہجد کے وقت بیدار کیا جاتا۔ انفرادی نوافل کے بعد نمازِ فجر سے قبل تجوید کا پیریڈ ہوتا۔ پیریڈ حلقہ بلوچستان کے نوجوان رفیق عبدالسلام عمر صاحب نے لیا۔ تجوید کے ساتھ ساتھ انہوں نے منتخب ادعیہ ماثورہ بھی یاد کروائیں۔ نمازِ فجر کے بعد درس قرآن کی نشست ہوتی رہی۔ درس قرآن کی اس نشست میں جن رفقاء نے درس دیا۔ ان کے اسمائے گرامی ہیں عبدالسلام عمر' شاہد اسلم صاحب (ناظم تربیت)' جناب رحمت اللہ بٹر (ناظم دعوت) محمد اشرف وصی صاحب (معاون ناظم تربیت)

درس قرآن کی اس نشست کے بعد ناشتے اور تیاری کا وقفہ ہوتا۔ صبح 8 بجے سے دوپہر ایک بجے تک ایک ایک گھنٹے کے دورانیے پر مشتمل لیکچرز ہوتے۔ ہفتہ بھر جو لیکچرز ہوئے ان کے موضوعات اور لیکچرر حضرات کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

دین کا جامع تصور' رحمت اللہ بٹر' ناظم دعوت' تنظیم اسلامی
ایمانیات ثلاثہ اور ان کی تشریح
عبادات ورسومات' اخلاقیات (تین لیکچرز)
تنظیم اسلامی کے دستور کا مطالعہ' چوہدری غلام محمد' معتمد عمومی تنظیم اسلامی اور محمد شاہد اسلم ناظم تربیت
انفاق فی سبیل اللہ' عبدالسلام عمر' معتمد حلقہ بلوچستان
دین میں علم کی اہمیت اور تزکیہ نفس' انجینئر عبداللہ محمود
مروجہ سیاست اور تنظیم اسلامی' ڈاکٹر عبدالخالق' ناظم نشر واشاعت' تنظیم اسلامی
تحریک تبلیغی جماعت و جماعت اسلامی' عبدالرزاق' امیر مقامی تنظیم' لاہور شمالی
مطالبات دین' عبادت رب' شہادت علی الناس' اقامت دین' محمد رشید ارشد
دین کے جامع تصور پر مذاکرہ' محمد اشرف وصی' معاون ناظم دعوت
فرد کا نصب العین' قرارداد تاسیس کی روشنی میں' حافظ عاکف سعید' امیر تنظیم اسلامی

تمام لیکچرز بہت مفید رہے جن سے بحیثیت مجموعی تنظیم اسلامی کے دینی فکر اور طریق کار کو سمجھنے میں مدد بھی ملی اور جذبۂ عمل بھی ابھرا۔

عصر تا مغرب بالعموم تعارفی نشست منعقد ہوتی رہی جس میں تمام رفقاء کا تفصیلی تعارف حاصل ہوا۔ نیز دین پر عمل کے نتیجے میں انہیں جن جن آزمائشوں سے گزرنا پڑا وہ بھی سامنے آئیں۔ نتیجتاً جذبۂ اخوت کو تحریک ملی۔ مغرب تا عشاء بانیٔ تنظیم محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی ویڈیو کیسٹ دکھائی گئی جس میں انہوں نے تنظیم اسلامی کے منشور کو نہایت تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ نیز منہج انقلاب نبوی پر مبنی ویڈیو کیسٹ بھی دکھائی گئی۔ تربیت گاہ کے دوران تمام شرکاء نے نماز جمعہ مسجد دارالسلام باغ جناح میں ادا کی۔ اجتماع جمعہ سے امیر تنظیم اسلامی نے خطاب فرمایا۔ شرکاء کو قرآن اکیڈمی اور قرآن کالج کی بھی سیر کروائی گئی جس میں بانیٔ تنظیم محترم ڈاکٹر اسرار احمد سے نہ صرف تفصیلی تعارفی نشست ہوئی بلکہ سوال جواب کا بھی موقع ملا جس سے شرکاء نے بھرپور استفادہ کیا۔

(مرتب: شکیل احمد)

دعائے مغفرت

رفیق تنظیم کرنل (ر) ریاض الحق صاحب کی ہمشیرہ محترمہ کا گزشتہ دنوں راولپنڈی میں قضائے الٰہی سے انتقال ہوگیا۔

☆ مبتدی رفیق آفتاب احمد صاحب (اچھرہ لاہور) کے والد محترم رفیع الدین صاحب انتقال فرما گئے ہیں۔

☆ تنظیم اسلامی لانڈھی کراچی کے رفیق ذوالفقار الدین صاحب کی والدہ محترمہ جو کہ ''تنظیم اسلامی'' کی رفیقہ بھی تھیں انتقال فرما گئی ہیں۔

☆ تنظیم اسلامی پشاور کے ملتزم رفیق حافظ جمیل اختر صاحب کی والدہ محترمہ کا انتقال ہوگیا ہے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ رفقاء و احباب سے مرحومین کے لئے
دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

اللھم اغفرلھم وارحمھم وادخلھم فی رحمتک وحاسبھم حسابًا یسیراً۔

ضرورت رشتہ

لاہور کے رہائشی، تعلیمی یافتہ گھرانے کی 22 سالہ ایم اے (فائنل) دختر کے لئے دینی مزاج کا حامل موزوں رشتہ درکار ہے۔

رابطے کے لئے: سردار اعوان 36-K، ماڈل ٹاؤن لاہور

قرآن کی عظمت
اور اس کی بنیادی تعلیمات
ابوظہبی پروگرام-1985
مقرر: ڈاکٹر اسرار احمد
(بانی تنظیم اسلامی)
اب VCDs میں دستیاب ہیں
کل سی ڈیز : 21
قیمت فی سیٹ : -/840 روپے
مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن
36 کے ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 5869501-03

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب کے 6 فروری کے خطبہ جمعہ کا پریس ریلیز

ڈاکٹر عبدالقدیر کے اعتراف کے بعد صدر مشرف کا یہ کہنا کہ حکومت پر کوئی دباؤ نہیں ہے اور بعض ایٹمی سائنس دانوں کی ''قربانی'' دینے کے بعد ہمارا ایٹمی پروگرام آئندہ بھی آسانی سے چلتا رہے گا' عوام کو لوریاں دے کر سلانے اور خود فریبی میں مبتلا ہونے کے مترادف ہے۔ سب جانتے ہیں کہ عالمی اسلام دشمن طاقتوں کا اصل ہدف ہمارا ایٹمی پروگرام ہے۔ امریکہ اس پر اپنا کنٹرول چاہتا ہے اور وہ قدم بقدم آگے بڑھ رہا ہے۔ نائن الیون کے بعد ہم نے جب سے امریکہ کا تابع مہمل بننا قبول کیا ہے' امریکہ کے بے پناہ دباؤ کے تحت ہی ہم نے اپنے قومی مفادات اور اصولوں کی یکے بعد دیگرے قربانی دی ہے۔ چنانچہ افغانستان کی اسلامی حکومت کے خلاف امریکہ کی مدد' قبائلی علاقوں میں فوجی آپریشن' مسئلہ کشمیر پر یوٹرن اور ایٹمی سائنس دانوں کی تذلیل جیسے معاملات کے باعث آج پوری قوم سوگوار ہے' لیکن صدمات کا یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک قوم اپنا قبلہ درست کر کے اللہ کی مدد حاصل نہیں کرتی۔ پچھلے 57 سالوں میں ہم سب نے اللہ اور اس کے دین کے ساتھ بے وفائی کی ہے اور اس ملک میں اللہ کی کبریائی کو نافذ کرنے کے بجائے امریکہ کو سب سے بڑا سمجھنے اور ماننے کے اجتماعی جرم میں حکمرانوں کے ساتھ کم و بیش پوری قوم بھی شریک ہے۔ ہمارے اس جرم کی سزا کے طور پر ملک و قوم پر بہت سخت وقت آنے والا ہے اور ہماری باری آئی کھڑی ہے۔ لہٰذا اس وقت قوم کو لوریاں دے کر سلانے اور سرکاری سطح پر جشن بہاراں منانے کی بجائے حقائق کا سامنا کرنے اور سختیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار کرنا چاہئے اور پوری قوم کو مل بیٹھ کر ان حالات سے نبرد آزما ہونے کے لئے لائحہ عمل تیار کرنا چاہئے۔ اس کے لیے حکمرانوں کو بھی اپنی انا کی قربانی دیتے ہوئے نواز شریف اور بے نظیر سمیت تمام سیاسی رہنماؤں پر مشتمل آل پارٹیز کانفرنس بلا کر ان اہم قومی مسائل کا حقیقت پسندانہ حل تلاش کرنا چاہئے۔ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ آج اگر ہم بدمست امریکہ کا مقابلہ کرنے کے لئے ٹیکنالوجی کی ترقی کی منصوبہ بندی کا سہارا لینا چاہیں تو اس کے لئے کم و بیش سو سال کا عرصہ درکار ہوگا جبکہ صورت حال یہ ہے کہ ملی و قومی اعتبار سے ہماری موت ہمارے سر پر کھڑی ہے۔ سیدھی سی بات یہ ہے کہ موجودہ عالمی یلغار کا مقابلہ صرف اللہ کی مدد کے سہارے ہی کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اس کے لئے ہمیں سب سے پہلے اپنے رب کو راضی کرنا ہوگا —— اور ابتدائی قدم کے طور پر ہمارے حکمرانوں اور ارکان پارلیمنٹ کو دستورِ پاکستان میں موجود اسلامی دفعات کو مؤثر بنانے کی خاطر دستور میں موجود چور دروازوں کو بند کرنے کی طرف توجہ دینی چاہئے تاکہ ملک میں نفاذ شریعت کا عمل ٹھوس اور مثبت انداز میں آگے بڑھ سکے —— اس کے ساتھ ہی سودی نظام کے خاتمے کی طرف بھی قومی سطح پر فوری اور مثبت پیش رفت کا آغاز کر دیا جانا چاہئے اور یوں رب کی دھرتی پر رب کے نظام کے نفاذ کے ذریعے ہماری انفرادی و اجتماعی زندگی کے ہر گوشے میں واقعتاً اللہ کی بڑائی کے قیام کا راستہ ہموار ہوگا۔ پوری قوم اگر ملک میں اسلام کے نفاذ کے لئے کمر بستہ ہو جائے تو اللہ کی مدد اور نصرت ہمارے شامل حال ہو سکتی ہے۔ امریکی جارحیت کا مقابلہ کرنے کا یہی واحد راستہ ہے۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو آزادی کی نعمت جو ہمارے ہاتھوں سے پھسل رہی ہے' خاکم بدہن' اس سے محرومی ہمارا مقدر بن جائے گی۔

Abid Ullah Jan
(e-mail: abidjan@tanzeem.org)

Pawns in the war between Zionism and Islam

William Guy Carr, the author of "*Pawns in the Game*," predicts in his 1939 book that some hidden forces in the West would "stir up" tensions between Political Zionism and Islam which would lead the world into World War Three.

It is interesting to note that the author has added the crux of his life long findings to the introduction of his eighth book in 1958, after 19 years of its publication. As a Commander in Royal Canadian Navy, he participated in both WW-1 and WW-2 and some of his books were specially bound for inclusion in The Library of The Imperial War Museum, and the Sir Millington Drake Library.

The rest of the introduction shows how some evil things were planned way back in 18th and 19th century by the hidden forces in the US. The long range nature of the planning, and that it has all come true, validates the existence of the evil forces which most of the analysts of history and scholars in current affairs tend to ignore.

The author of "*Jerusalem in the Qur'an*" also explains exactly the same phenomenon and draws similar conclusion in the light of the Qur'anic knowledge. What William Carr explains as the existence of Illuminati, the Satanic/Lucifarian elements, are referred to by Imran N. Hosein as *Dajjal* and Gog and Mogog. He noted this aspect biblically and Qur'anically, in connection with the world order and future events.

Professor Robinson's book, Proofs f a Conspiracy, written in 1997 at the University of Edinburgh, Scotland, also documents, in meticulous detail, the existence of the Illuminati, their Satanic and Subversive nature and their plans to abolish all religions. Professor Robinson was invited by Adam Weishaupt to become a member of the Order of the Illuminate. He visited their Grand Orient Masonic Lodges in Europe, he observed their rituals, but he kept it all to himself and later exposed it in his book. The book was a best seller back then but has largely been suppressed since.

Imran Hosein is also of the view that Gog and Magog have overturned Christian European civilization and transformed it into the present godless civilization. Gog and Magog are actually behind establishing the Zionist movement and the State of Israel.

Non Muslim researchers have concluded that presentation of half-truths — as attempted by Freiderich Hayek in his book *The Road to Serfdom* — are unconvincing without the acknowledgment of evil forces behind godless systems from socialism, to communism and now secularism. They believe that people will not clearly see the full truth when they are presented only with half truth.

Muslim researchers also conclude that the 'internal reality' of the world today, as understood through the *Qur'ān*, is quite different from the 'external appearances' on the basis of which such people form judgments. Prophet Muhammad (PBUH) warned that the age of *Dajjāl*, the False Messiah, would be an age in which 'appearance' and 'reality' would be completely different from each other.

There is a striking similarity between the thesis of well-known authors such as William Carr and Islamic scholars such as Imran Hosein. Mr. Carr writes in the introduction to his book that the "Luciferian" plan is "to prevent God's Plan for the rule of the universe being established on earth" and pave the way for establishing a "One World Government."

Explaining the same phenomenon, Imran Hosein gives reference to the Qur'anic verse 21:95-96 —: "And there is a ban on (the people of) a town which We destroyed: that they (the people of the town [Jerusalem]) shall not return (to reclaim their town) until Gog and Magog are released and (eventually) they descend from every height (or spread out in every direction)" Qur'ān, 21:95-6 — and concludes: "*When Gog and Magog do so they assume control over the world and rule the world in the World Order of Gog and Magog*... The return of the Israelite Jews to the Holy Land confirms that *Y'ajoj* (Gog) and *M'ajoj* (Magog) have already been released."

Muslims prove it from the Qur'an and sayings of Prophet Muhammad (PBUH) that the "World Order which today rules over the world is the World Order of Gog and Magog." It is mentioned in the Qur'an (Chapter *al-Kahf*) that the world order of Gog and Magog would be one of *Fasad* (i.e., oppression and wickedness) as opposed to punishing the oppressor for establishing a harmony between the world order here on earth with the heavenly world order above. (i.e., a harmony of temporal reality with spiritual reality).

Non-Muslim researchers, such as David Pappen, President of Harvard University, conclude from their experience and research way back in 1798 that it is "Illuminati" that wants to destroy all religions and governments. Just repeating the words of the Qur'an for the rule of Gog and Magog, Illuminative is believed to use their invincible power (built on foundations of Godlessness) to oppress and establish here on earth a world order which would be in total conflict with the heavenly order above.

Imran Hosein proves how the evil forces behind the scene planned and conducted World Wars to shift the Ruling State power from UK to US and to establish the state of Israel. William Carr reached the same conclusion more than half a century ago, when he wrote that Illuminate pushed the world into World War Two to "increase power of the political Zionists" and that "the sovereign state of Israel could be established."

The Qur'an predicted the return of Jews to the Promised Land and Prophet Muhammad (PBUH) clearly warned of the most deadly war in the Middle East. Similarly, William Carr predicted in 1958 that the "World War Three is to be fomented by using the differences the agentur of the Illuminati stir up between Political Zionists and the leaders of the Moslem world."

We may reject, as we do, one side described above as religious fanatics and the other as conspiracy theorists. However, it is hard to close our eyes to the reality that for more than fifty four years since the birth of Israel the world is helplessly watching the never ending oppression. Israel's expansion has not as yet ceased. In the name of security, Israel is preparing to unleash a major war on the Arabs through which the frontiers of the Jewish State would dramatically expand.

In this unfolding war between Zionism and Islam, Blair, Bush and their allies are no more than pawns in the hands of real evil forces behind the scene. Men of understanding have reached the Truth. They are only describing it in different terminologies. The difference we notice is only due to looking at the reality from totally different perspective. Majority of us is living in denial. Our persistent denial of the reality, like many other rejectionists of the clear signs from their prophets before us, is making the coming conflict between Zionism and Islam inevitable.